در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی، یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۶۳-۶۴

جلد نمبر ۴

یکم تا ۱۵ ستمبر ۱۹۹۴ء

۲۲ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

مجلس ادارت

مدیر: غلام الحسنین قادری گیلانی

(بی کام آنرز)

معاونین

۱۔ پروفیسر محمد اسماعیل صاحب سیٹھی

(سابق سیکرٹری تعلیم صوبہ سرحد)

۲۔ ڈاکٹر ام سلمیٰ گیلانی

(لیکچرر جناح کالج برائے خواتین پشاور یونیورسٹی)

۳۔ الحاج صوفی مشتاق احمد صاحب

(سابق پرنسپل ہائر سکنڈری سکول گاشال پشاور)

۴۔ اقبال ریاض صاحب

(ایڈیٹر ہفت روزہ سیاست پشاور)

۵۔ سید محمد انور شاہ قادری

(لائبریرین ایجوکیشن کالج گل بہار پشاور)

(قانونی مشیر)

۱۔ محمد اسماعیل قریشی (ایڈوکیٹ)

۲۔ اویس احمد قادری (ایڈوکیٹ)

مجلس مشاورت

۱۔ سید محمد حسنین قادری گیلانی

(اے وی پی نیشنل بنک)

۲۔ سید سجاد حسین شاہ بخاری

(ایگزیکٹو انجینئر واپڈا)

۳۔ الحاج منظور الٰہی قادری

(وی پی یونائیٹڈ بنک)

۴۔ الحاج محمد عابد (صراف)

۵۔ ڈاکٹر محمد انعام قادری

(رجسٹرار خیبر ہسپتال پشاور)

۶۔ سمیع اللہ قادری

(لائبریرین ہائر سکنڈری سکول چکنی پشاور)

مجلس منتظمہ

۱۔ سید علاؤ الدین علی قادری گیلانی

۲۔ سید سعید الزمان قادری گیلانی

۳۔ محمد سلیم قادری ۴۔ حاجی سجاد حسین

سرکولیشن منیجر: سید نور الحسنین قادری گیلانی

اسسٹنٹ سرکولیشن منیجر سید حبیب شاہ قادری

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	مصنف	صفحہ نمبر
۱	شذرہ (بڑی گیارہویں شریف)	مدیر اعلیٰ	۳
۲	منقبت غوث اعظم رضی اللہ عنہ	حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ	۶
۳	(اردو ترجمہ)	الحاج صوفی مشتاق احمد صاحب ایم اے	۷
۴	حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ	ڈاکٹر خالد نور قادری	۱۰
۵	بحضور غوث اعظم (منقبت)	حضرت علامہ سید نصیر الدین شاہ نصیر گیلانی نبیرۂ اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ	۲۴
۶	خطاب قائد اہلسنت	حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی صدر جمعیت علمائے پاکستان	۲۶
۷	پیران پیر کے مرید کی شان	پروفیسر فیاض احمد خان کاوش	۴۲
۸	ملفوظات غوث اعظم رضی اللہ عنہ	سید نور الحسنین قادری گیلانی	۴۴
۹	حضرت شاہ ابوالمعالی قادری	نیک محمد قادری	۴۸
۱۰	انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	مدیر اعلیٰ	۵۳
۱۱	سیر السلوک الی ملک الملوک	مدیر اعلیٰ	۵۶
۱۲	صلوٰۃ غوثیہ	مدیر اعلیٰ	۵۸
۱۳	محمد امیر شاہ اظہار عقیدت در صنعت توشیح	فیض لودھیانوی	۶۲
۱۴	علم اموات بر زائرین خود	حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمٰن	۶۳

بڑی گیارہویں شریف

مدیر اعلیٰ

حضرت غوث اعظم، قطب ربانی، محبوب سبحانی، قندیل نورانی، شہباز لامکانی، ہیکل یزدانی، ابو محمد محی الدین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک ہر سال گیارہ ربیع الثانی کو دنیا بھر میں منایا جاتا ہے جسے عرف عام میں "بڑی گیارہویں شریف" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس موقع پر جناب پیران پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کے ایصال ثواب کے لئے ختم غوثیہ پڑھا جاتا ہے درود و سلام، ذکر و فکر، نعت خوانی کے علاوہ حضور غوث اعظم کے مناقب بیان ہوتے ہیں اور لنگر تقسیم کیا جاتا ہے اس کی ابتداء کے متعلق حضرت امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ گیارہ ربیع الثانی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہلم مبارک منایا کرتے اور اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایصال و ثواب کے لئے ختم شریف دلواتے اور لوگوں میں کھانا تقسیم فرماتے۔ اس نیاز کو اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ پھر آنجناب رضی اللہ عنہ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو اس کا اہتمام فرمانے لگے اور بعد ازاں یہ غوث اعظم کی گیارہویں مشہور ہو گئی"۔ (خلاصتہ المفاخر بحوالہ سیرت غوث اعظم از میاں ظاہر شاہ ص ۴۳)

بلاد عرب و عجم میں گذشتہ آٹھ سو سال سے علماء و مشائخ (اہل سنت) کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ گیارہ ربیع الثانی کو حضور سیدنا غوث الثقلین کے ایصال ثواب کے لئے گیارہویں شریف کی تقریب منعقد کرتے چلے آتے ہیں ہندوستان کے جلیل القدر محدث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اس کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"ہم نے اپنے سردار، امام و عارف کامل حضرت شیخ عبدالوہاب قادری متقی قدس سرہ کو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے یوم عرس کی محافظت و پابندی فرماتے ہوتے دیکھا ہے، علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں دیگر مشائخ کے نزدیک بھی گیارہویں مشہور و متعارف ہے"۔ (ماثبت بالسنہ ص ۱۲۷)

اسی طرح محدث ہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "کلمات طیبات" میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"میں نے خواب میں ایک وسیع چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں ہیں اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ دوزانو اور حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں استغنا ما سوا اللہ اور کیفیات و فنا آپ میں جلوہ نما ہیں پھر یہ سب حضرات کھڑے ہو گئے اور چل دیئے میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کے استقبال کے لئے جا رہے ہیں چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور ایک گلیم پوش بزرگ برہنہ پا ننگے سر، الجھے ہوئے بال آپ کے ساتھ جس کا ہاتھ امیر المومنین نے نہایت عزت و احترام سے اپنے دست اقدس میں تھام رکھا ہے میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو جواب ملا یہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں اس کے بعد ایک حجرہ شریف نظر آیا جو نہایت ہی صاف و شفاف تھا اور اس پر انوار و تجلیات الٰہی کی بارش ہو رہی تھی یہ تمام باکمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو ایک بزرگ نے جواب دیا آج حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا عرس ہے اور یہ تمام حضرات اس عرس کی تقریب میں شمولیت کیلئے تشریف لے گئے ہیں" کلمات طیبات ص ۸

سبحان اللہ! گیارہویں شریف کی عظمت و تقدس کا اندازہ لگائیں کہ جس تقریب میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی عظیم الشان اور عالی قدر ہستیاں شریک ہوتی ہوں وہاں فیوض و برکات کے نزول کا حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے دراصل گیارہویں شریف کی تقریب سعید ارشاد ربانی فاذ کرونی اذکرکم (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا)، کی واضح دلیل اور روشن مثال ہے کوئی بھی صاحب بصیرت اس کی حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ حضور غوث پاک نے خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ کی جو عبادت و ریاضت کی ہے دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ۲۵ سال تک عراق کے جنگلوں، بیابانوں اور صحراؤں میں اس طرح عبادت میں مشغول رہے کہ کوئی آپ کو نہیں جانتا تھا اور پھر جب امر الٰہی کے مطابق عوام الناس کی اصلاح کے لئے درس و تدریس

اور دعوت وارشاد کا سلسلہ شروع فرمایا تو تب بھی یادالہی کا یہ عالم تھا کہ چالیس برس تک عشاء کے وضو سے اشراق کی نماز ادا فرمائی۔ پس بارگاہ الہی سے یہ انعام ملا کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آج بھی مخلوق خدا، محبوب سبحانی کی یاد منا رہی ہے چنانچہ شہر شہر، گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، گھر گھر گیارہویں شریف کی محافل و مجالس اور نیاز کا اہتمام کیا جاتا ہے اللہ تبارک و تعالی اس ذوق و شوق اور عقیدت و رحمت میں اضافہ فرمائے اور ہم سب کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فیوض و برکات سے زیادہ سے زیادہ بہرہ مند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آہ حضرت علامہ حافظ عبدالحمید صاحب وصال فرما گئے۔

جلیل القدر عالم دین، حافظ قرآن، مناظر اہلسنت اور پشاور شہر کے نصف سے زائد طلباء و طالبات کے استاد حضرت علامہ حافظ عبدالحمید رحمتہ اللہ علیہ چورانوے برس کی عمر میں ۹ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ / ۱۶ ستمبر ۱۹۹۴ء۔ بروز جمعتہ المبارک انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔
ان کی لاش پشاور سے گجرات لے جائی گئی۔ جہاں پر انہیں اپنے آبائی قبرستان میں دفن کر دیا گیا مرحوم نے تمام عمر دین اسلام کی تبلیغ، عقائد اہلسنت کی اشاعت اور درس و تدریس میں بسر فرمائی۔ اللہ تعالی انہیں بلند درجات عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ادارہ الحسن ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

(مدیر اعلیٰ)

منقبت بحضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

از قطب الاقطاب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

اس منقبت کا منظوم اردو ترجمہ الحاج صوفی مشتاق احمد صاحب ایم اے نے کیا ہے قارئین کے استفادے کے لئے اس صفحے پر فارسی اور سامنے صفحے پر اردو ترجمہ پیش کیا جارہا ہے

یا غوث معظم نور ھدیٰ مختار نبی مختار خدا	سلطان دو عالم قطب علا حیراں ز جلالت ارض وسما
درصدق ہمہ صدیق وشی دو عدل عدالت چوں عمری	درکان حیا عثمان منشی مانند علی باجودو سخا
در بزم نبی عالی شانی ستار عیوب مریدانی	درملک ولایت سلطانی اے منبع فضل جو دو سخا
چوں پائے نبی شد تاج سرت تاج ہمہ عالم شد قدمت	اقطاب جہاں درپیش درت افتادہ چوں پیش شاہ گدا
گرداد مسیح بمردہ رواں دادی تو بدین محمد جاں	ہمہ عالم محی الدیں گویاں برحسن وجمالت گشتہ فدا
درشرع بغایت پرکاری چالاک چو جعفر طیاری	برعرش معلے سیاری اے واقف راز او ادنیٰ
ازبس کہ قتیل نفس خودم بیمار نجاست مندو دلم	شرمندہ سیاہ رو منفعلم ازفیض تو دارم چشم دوا

معینؔ کہ غلام نام تو شد دریوزہ گر اکرام تو شد
شد خواجہ ازاں کہ غلام تو شد دارد طلب تسلیم ورضا

منقبت بحضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

(منظوم اردو ترجمہ)

الحاج صوفی مشتاق احمد صاحب ایم اے
سابق پرنسپل ہائی سکول کاکشال پشاور

شعر نمبر ۱ مصرعہ نمبر ۱

اے غوث اعظم آپ ، ہدایت کے نور ہیں
مختار حق ہیں آپ ، مختار حضور ہیں

مصرعہ نمبر ۲

سلطان دو جہان ہیں اور قطب علی ہیں
حیران آپ کی رفعتوں پہ ارض وسما ہیں

شعر نمبر ۲ مصرعہ نمبر ۱

سچائی میں ہیں آپ ، ابوبکر کی مانند
اور عدل گستری میں ہیں فاروق کی مانند

مصرعہ نمبر ۲

شرم و حیا میں آپ ہیں عثمان کی مثال
جودوسخا میں حیدر ذی شان کی مثال

شعر نمبر ۳ مصرعہ نمبر ۱

ہیں سر بلند بزم نبی میں سراپا آپ
اپنے مریدوں کے لئے ہیں عیب پوش آپ

مصرعہ نمبر ۲

ہیں آپ سر زمین ولایت کے بادشاہ
بے شک ہیں آپ منبع سرچشمہ سخا

شعر نمبر ۴ مصرعہ نمبر ۱

جیسے قدم مبارک آقائے بحر و بر
ہیں تاج درخشاں کی طرح آپ کے سر پر

مصرعہ نمبر ۱

ویسے ہی آپ کے قدم اے غوث کردگار
ہیں فرق اولیاء پہ مثل تاج زرنگار

مصرعہ نمبر ۲

اقطاب عالم آپ کے در پر ہیں یوں پڑے
جیسے ہوں بادشاہ کے در پر گدا پڑے

شعر نمبر ۵ مصرعہ نمبر ۱

عیسی مسیح نے مردے میں گر ڈال دی ہے جاں
دین محمدی میں ڈالی آپ نے ہے جان

مصرعہ نمبر ۲

کہتا ہے محی الدین سارا عالم برملا
حسن و جمال پر ہیں سبھی آپ کے فدا

شعر نمبر ۶ مصرعہ نمبر ۱

شرع مبین میں آپ بغایت ہیں پختہ کار
ہیں جعفر طیار کی مانند ہیں ہوشیار

مصرعہ نمبر ۲

عرش بریں کی سیر بھی ہیں کرنے والے آپ
قوسین او ادنیٰ کا بھید ، جانتے والے ہیں آپ

شعر نمبر ۷ مصرعہ نمبر ۱

شرمندہ روسیاہوں سراپا ہوں منفعل
فیض نگہ سے مجھ کو ملے گی دوائے دل

مصرعہ نمبر ۲

مجھ کو تو میرے نفس نے ہے مار ڈالا غوث
میرا دل بیمار تو ہے شرمسار غوث

شعر نمبر ۸ مصرعہ نمبر ۱

معین اسم پاک کا ہے آپ کے غلام
منگتا ہے ، مانگتا ہے فقط آپ کا اکرام

مصرعہ نمبر ۲

خواجہ وہ بن گیا ہے غلامی سے آپ کے
طالب وہ اب تسلیم ورضا کا ہے آپ سے

مدد کر غوث اعظم بے کسوں ہم سے غریبوں کی
چھڑائے غیر تیرے کون دست نفس شیطاں سے

(مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیو بند)

حضرت غوث الثقلین شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینیؒ

تحریر خالد نور قادری

آپ طریقت میں بادشاہ مشائخ، شریعت میں امام الائمہ اور محبوب ربانی حضرت ابو محمد محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔(۱) دنیائے اسلام کی مایہ ناز ہستی ہیں۔ آپ کا لقب محی الدین ہے۔(۲) اللہ نے آپؒ کو وہ عزت و افتخار بخشا ہے جس کے سامنے سلاطین زمانہ کے تخت و تاج ہیچ ہیں۔ آپؒ کے سلسلہ عالیہ قادریہ نے دین اسلام کی وہ گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں کہ اس کی کوئی دوسری نظیر ملنا مشکل ہے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے کس قدر روحانی و علمی قوت اور عظمت کا مالک بنا دیا تھا۔ حضرت غوث ثقلین نے فرمایا کہ میرا تصرف جن و انس پر ہے۔ لوگ آپ کی محفل میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوتے تھے اور پچھلے گناہوں سے تائب ہو کر واپس جاتے تھے اور آپ کی صحبت سے مستفیض ہوتے تھے۔ جنات بھی صف بہ صف آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر اسلام لاتے تھے۔ اور آپ کی صحبت سے فیض پاتے تھے۔ آپؒ نے فرمایا کہ انسانوں میں مشائخ ہوتے ہیں۔ (۳) اور جنات و ملائکہ میں بھی مشائخ ہوتے ہیں۔ اس موضوع پر جس قدر بھی لکھا جائے کم ہے۔ تمام عالم اسلام میں آپؒ کا نام نہایت عقیدت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ امت مسلمہ آپؒ کو شیخ عبدالقادر جیلانی محی الدین محبوب سبحانی۔ قطب ربانی۔ غوث یزدانی۔ عارف صمدانی۔ حسنی والحسینی۔ جلیل القدر ولی اللہ اور بزرگ کی حیثیت سے یاد کرتی ہے اور آپؒ کے لئے سر تسلیم خم کرتی ہے۔

تحفتہ القادریہ کے مطابق جب سرور عالم محسن انسانیت آقائے نامدار اور رحمت عالم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج شریف کے لئے تشریف لے گئے تو براق تیز رفتار زمان و مکان سے گزرتا ہوا آسمان کی بلندیوں پر پہنچا اور آسمان کی آخری منزل سدرۃ المنتہیٰ تک آگیا تو بحکم خداوندی عرش عظیم تک کا فاصلہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت غوث پاکؒ کے کاندھوں پر طے فرمایا۔ سیدنا غوث الثقلینؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے لئے حضرت محمد مصطفیٰ کے قدم مبارک اپنے کاندھوں پر رکھنا باعث سعادت ابدی تھا۔ اسی لئے مجھے دولت سرمدی حاصل ہوئی۔ اسی

وجہ سے مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء کرام میں بلند ترین منصب جلیلہ پر فائز فرمایا۔ اور میرے نبی محترم نے بھی اس موقع پر مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند و بند تجھے یہ خوشخبری ہو کہ تو میرے بعد اولیاء زمانہ میں سب سے بڑا مرتبہ و انعام دنیاوی اور اخروی پائے گا۔ وہ اس لئے کہ میرا قدم تیرے کاندھے پر ہے اور تیرا یہ قدم ہر ولی اللہ کے کاندھوں پر ہو گا۔ (۴)۔ بہجۃ الاسرار اور دوسری کتابوں کے مطابق ایک مرتبہ دوران وعظ آپ کی زبان مبارک سے یہ ارشاد ہوتے ہی کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پہ ہے۔ نہ صرف اس محفل میں موجود اکابر اولیاء و بزرگان دین بلکہ مشائخین زمانہ تک نے اپنے سر مبارک جھکا دیئے تھے۔ ان میں سے ایک مشہور وقت ولی اللہ حضرت شیخ علی بن نصر الہیتیؒ نے بیتابانہ کیفیت میں اٹھ کر سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے قدم مبارک پکڑ کر اپنی گردن پر رکھ لئے۔ ان کے بعد شریک مجلس ہر ولی اللہ نے اپنی اپنی گردنیں جھکا کر آپؒ کے ولی کامل ہونے کا ولی اعتراف کیا۔ (۵) اس بات کی پیش گوئی غوث صمدانیؒ نے پہلے اولیاء کرام نے اپنے اپنے دور میں کر دی تھی۔ اس مجلس غوث پاکؒ میں تمام مشائخین وقت نے اپنی چشم باطنی سے مشاہدہ کر لیا۔ کہ تاج نحوشیت حضور غوث الثقلینؒ کے مبارک پر قیامت تک کے لئے رکھ دیا گیا ہے۔ اور عالم قطبیت ہرا دیا گیا ہے۔ نہ صرف آپؒ کے عہد کے اولیاء کرام بلکہ آپؒ سے پہلے گزرنے والے اور بعد میں آنے والے اولیاء اللہ نے آپؒ کو غوث الاعظمؒ تسلیم کیا ہے۔ (۶) اسی پر بس نہیں ہوا بلکہ اسی وقت رجال الغیب اور ابدال وقت کی ایک جماعت آسمان پر اڑتی ہوتی نظر آئی۔ جب آپؒ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ ان سب نے آپؒ کو ولی مبارکباد پیش کی۔ (۷) حضرت خواجہ معین الدین سنجری اجمیریؒ کے حالات میں لکھا گیا ہے کہ حضرت امام اولیاء قطب ربانی کی یہ آواز کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ چار دانگ عالم میں گونجی اس وقت خواجہ غریب نوازؒ نجد کی پہاڑیوں میں عبادت و ریاضت اور مجاہدے میں مصروف تھے۔ آپؒ کو جونہی یہ آواز پہنچی آپؒ نے سب سے پہلے اس آواز پر اپنی گردن جھکائی۔ اس کے بعد تمام اولیائے وقت نے شیخ محبوب ربانیؒ کی آواز پر لبیک کہا۔

حضرت غوث پاکؒ خواجہ غریب نوازؒ سے بحیثیت تاج العارفین اور خالہ زاد بھائی ہونے کی وجہ سے بہت عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ مگر جب میدان معرفت الٰہی میں حفظ مراتب کا مسئلہ درپیش ہوا تو عطائے رسول سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے اپنے سر کو جھکانے میں سبقت فرمائی۔ (۸)
سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت گیلان میں ۴۷۰ھ میں ہوئی، آپ کا نسب دس واسطوں سے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ ۱۸ سال کی عمر میں غالباً ۴۸۸ھ میں بغداد تشریف لائے، یہی وہ سال ہے جس سال امام غزالی نے تلاش حق و حصول یقین کے لئے بغداد کو خیرباد کہا تھا یہ محض اتفاق نہیں کہ ایک جلیل القدر امام سے جب بغداد محروم ہوا تو دوسرے جلیل القدر مصلح اور داعی الی اللہ کا وہاں ورود ہوا۔ آپ بغداد میں پوری عالی ہمتی اور بلند حوصلگی کے ساتھ تحصیل علم میں مشغول ہو گئے، عبادت و مجاہدات کی طرف طبعی کشش کے باوجود آپ نے تحصیل علم میں قناعت سے کام نہیں لیا ہر علم کو اس کے باکمال استادوں اور صاحب فن عالموں سے حاصل کیا۔ اور اس میں پوری دستگاہ پیدا کی۔ آپ کے اساتذہ میں ابوالوفا۔ ابن عقیل، محمد بن الحسن الباقلانی اور ابو ذکریا تبریزی جیسے نامور علماء و آئمہ فن کا نام نظر آتا ہے، طریقت کی تعلیم، شیخ ابو الخیر حماد بن مسلم الدبّاس سے حاصل کی اور قاضی ابو سعید مخرمی سے تکمیل کی اور اجازت حاصل کی۔ ظاہری و باطنی تکمیل کے بعد اصلاح و ارشاد کی طرف متوجہ ہوتے مسند درس، اور مسند ارشاد کو بیک وقت زینت دی (۹) اپنے استاد و شیخ شیخ مخرمی کے مدرسہ میں تدریس اور وعظ کا سلسلہ شروع کیا، بہت جلد مدرسہ کی توسیع کی ضرورت پیش آگئی مخلصین نے عمارت میں اضافہ کر کے اس کو آپ کی مجالس کے قابل بنا دیا، لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوا کہ مدرسہ میں تل رکھنے کی جگہ نہ رہی، سارا بغداد آپ کے مواعظ پر ٹوٹ پڑا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسی وجاہت و قبولیت عطا فرمائی۔ جو بڑے بڑے بادشاہوں کو نصیب نہیں۔

شیخ موفق الدین ابن قدامہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کی آپ سے بڑھ کر دین کی وجہ سے تعظیم ہوتے نہیں دیکھی، بادشاہ اور وزراء آپ کی مجالس میں نیاز مندانہ حاضر ہوتے اور ادب سے بیٹھ

جاتے، علماء و فقہاء کا کچھ شمار نہ تھا، ایک ایک مجلس میں چار چار سو دواتیں شمار کی گئی ہیں جو آپ کے ارشادات قلم بند کرنے کے لئے لائی جاتیں۔ (۱۰) بایں رفعت و منزلت حد درجہ متواضع اور منکسر المزاج تھے ایک بچہ اور ایک لڑکی بھی بات کرنے لگتی تو کھڑے ہو کر سنتے اور اس کا کام کرتے، غریبوں اور فقراء کے پاس بیٹھتے اور ان کے کپڑوں کو صاف کرتے جوں نکالتے، لیکن اس کے برخلاف کسی معزز آدمی اور ارکان سلطنت کی تعظیم میں کھڑے نہ ہوتے، خلیفہ کی آمد ہوتی تو قصداً دولت خانہ میں تشریف لے جاتے، یہاں تک کہ خلیفہ آکر بیٹھ جاتا پھر برآمد ہوتے، تاکہ تعظیماً کھڑا نہ ہونا پڑے کبھی کسی وزیر یا سلطان کے دروازہ پر نہیں گئے۔ آپ کے دیکھنے والے اور آپ کے معاصرین آپ کے حسن اخلاق، علو حوصلہ، تواضع و انکسار سخاوت و ایثار اور اعلیٰ اخلاقی اوصاف کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ بھوکوں کو کھانا کھلانے اور ضرورت مندوں پر بے دریغ خرچ کرنے کا خاص ذوق تھا۔ (۱۱)

علامہ ابن النجار آپ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ "اگر ساری دنیا کی دولت میرے قبضہ میں ہو تو میں بھوکوں کو کھانا کھلادوں"۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ میری ہتیلی میں سوراخ ہے، کوئی چیز اس میں ٹھہرتی نہیں اگر ہزار دینار میرے پاس آئیں تو رات نہ گزرنے پاتے صاحب قلائد الجواہر لکھتے ہیں کہ حکم تھا کہ "رات کو وسیع دسترخوان بچھے، خود مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے، کمزوروں اور غریبوں کی ہم نشینی فرماتے، طلبہ کی باتوں کو برداشت کرتے، اور تحمل فرماتے، ہر شخص یہ سمجھتا کہ اس سے بڑھ کر کوئی ان کا مقرب اور ان کے یہاں معزز نہیں، ساتھیوں میں سے جو غیر حاضر ہوتا، اس کا حال دریافت فرماتے اور اس کی فکر رکھتے، تعلقات کا بڑا پاس اور لحاظ تھا۔ غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر کرتے، اگر کوئی کسی بات پر قسم کھالیتا تو اس کو مان لیتے، اور جو کچھ (حقیقت حال) جانتے تھے اس کا اخفا فرماتے"۔ (۱۲)

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کرامت کی کثرت پر مورخین کا اتفاق ہے، شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام اور امام ابن تیمیہ کا قول ہے کہ شیخ کی کرامات حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ ان میں سب سے بڑی

کرامت مردہ دلوں کی مسیحائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب کی توجہ اور زبان کی تاثیر سے لاکھوں انسانوں کو نئی ایمانی زندگی عطا فرمائی۔ آپ کا وجود اسلام کے لئے ایک بادِ بہاری تھا۔ جس نے دلوں کے قبرستان میں نئی جان ڈال دی اور عالم اسلام میں ایمان و روحانیت کی ایک نئی لہر پیدا کر دی۔ شیخ عمر کیسانی کہتے ہیں کہ کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی۔ جس میں۔ یہودی اور عیسائی اسلام نہ قبول کرتے ہوں۔ اور رہزن، خونی اور جرائم پیشہ توبہ سے مشرف نہ ہوتے ہوں۔ فاسد الاعتقاد اپنے غلط عقائد سے توبہ نہ کرتے ہوں۔ جبائی کا بیان ہے۔ کہ مجھ سے حضرت شیخ نے ایک روز فرمایا کہ میری تمنا ہوتی ہے کہ زمانہ سابق کی طرح صحراؤں اور جنگلوں میں رہوں، نہ مخلوق مجھے دیکھے۔ نہ میں اس کو دیکھوں لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کا نفع منظور ہے۔ میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد۔ یہودی اور عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں۔ عیاروں اور جرائم پیشہ لوگوں میں سے ایک لاکھ سے زائد توبہ کر چکے ہیں۔ (۱۳)

مورخین کا بیان ہے کہ بغداد کی آبادی کا بڑا حصہ حضرت کے ہاتھ پر توبہ سے مشرف ہوا اور بکثرت۔ یہودی، عیسائی اور اہل ذمہ مسلمان ہوئے۔ اعلیٰ مراتب ولایت پر فائز ہونے اور نفوس و اخلاق کی اصلاح و تربیت میں ہمہ تن مشغول ہونے کے ساتھ آپ درس و تدریس افتاء۔ اور تصحیح اعتقاد اور مذہب اہلسنت کی نصرت و حمایت سے غافل نہ تھے، (۱۴) عقائد و اصول میں امام احمد کے مذہب پر تھے۔ مذہب اہل سنت کو آپ سے بڑی تقویت حاصل ہوئی اور اس کے مقابلہ میں اعتقادی و عملی بدعات کا بازار سرد ہو گیا ابن السمعانی کہتے ہیں کہ متبعین سنت کی شان آپ کی وجہ سے بڑھ گئی۔ اور ان کا پلڑا بھاری ہو گیا۔

مدرسہ میں ایک سبق حدیث کا ایک فقہ کا اور ایک اختلافات آئمہ اور ان کے دلائل کا پڑھاتے تھے۔ صبح و شام تفسیر، حدیث، فقہ، مذاہب، آئمہ اصول فقہ اور نحو کے اسباق ہوتے۔ ظہر کے بعد تجوید کی تعلیم ہوتی۔ اس کے علاوہ افتاء کی مشغولیت تھی، بالعموم مذہب شافعی اور مذہب حنبلی کے مطابق فتویٰ دیتے، علماء عراق آپ کے فتاویٰ سے بڑے متعجب ہوتے اور بڑی تعریف کرتے۔ (۱۵)

ایک مرتبہ استفتاء آیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ وہ کوئی ایسی عبادت کرے گا۔ اگر اس اس

نے قسم پوری نہیں کی تو اس کی بیوی کو تین طلاق، علماء یہ استفتاء سن کر حیرت میں پڑ گئے کہ ایسی کون سی عبادت ہو سکتی ہے۔ جس میں وہ بالکل تنہا ہو اور روئے زمین پر کوئی شخص بھی اس وقت عبادت نہ کر رہا ہو۔ حضرت شیخ کے پاس استفتاء آیا تو بے تکلف فرمایا کہ مطاف اس کے لئے خالی کر دیا جائے۔ اور وہ سات چکر کر کے خانہ کعبہ کا طواف مکمل کرے، علماء نے یہ جواب سن کر بے ساختہ داد تحسین دی اور کہا کہ یہی ایک صورت ہے کہ وہ بلا شرکت غیرے عبادت کرے۔ اور اپنی قسم پوری کرے، اس لئے کہ طواف بیت اللہ پر موقوف ہے اور مطاف اس شخص کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اب اس عبادت میں کہیں بھی شرکت کا امکان نہیں۔ (۱۶)

حضرت شیخ استقامت کا پہاڑ تھے اتباع کامل، علم راسخ اور تائید غیبی نے آپ کو اس مقام پر پہنچا دیا کہ حق و باطل نور و ظلمت الہام صحیح اور کید شیطانی میں پورا امتیاز پیدا ہو گیا تھا، آپ پر یہ حقیقت پوری طرح منکشف ہو گئی تھی کہ شریعت محمدی کے احکام اور حلال و حرام میں قیامت تک کے لئے تغیر و تبدیلی کا امکان نہیں، جو اس کے خلاف دعویٰ کرے وہ شیطان ہے ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ بڑی عظیم الشان روشنی ظاہر ہوئی جس سے آسمان کے کنارے بھر گئے۔ اس سے ایک صورت ظاہر ہوئی اس نے مجھ سے خطاب کر کے کہا کہ اے عبدالقادر! میں تمہارا رب ہوں میں نے تمہارے لئے سب محرمات حلال کر دیئے ہیں میں نے کہا، دور ہو مردود! یہ کہتے ہی وہ روشنی ظلمت سے بدل گئی۔ اور وہ صورت دھواں بن گئی اور ایک آواز آئی کہ عبدالقادر! خدا نے تم کو تمہارے علم و تفقہ کی وجہ سے بچا لیا، ورنہ اس طرح ستر صوفیوں کو گمراہ کر چکا ہوں۔

میں نے کہا کہ اللہ کی مہربانی ہے، کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ کیسے سمجھے کہ یہ شیطان ہے! فرمایا اس کے یہ کہنے سے میں نے حرام چیزوں کو تمہارے لئے حلال کر دیا ہے۔ یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ اگر حدود الٰہی (احکام شرعی)، میں سے کوئی حد ٹوٹتی ہو تو سمجھ لو کہ تم فتنہ میں پڑ گئے ہو۔ اور شیطان تم سے کھیل رہا ہے۔ فوراً شریعت کی طرف رجوع کرو اس کو مضبوط تھام لو، نفس کی خواہشات کو جواب

دو اس لئے ہر وہ حقیقت جس کی شریعت تائید نہیں کرتی باطل ہے۔ تسلیم و تفویض اور توحید کامل حضرت کا خصوصی حال تھا، کبھی کبھی تعلیماً اس حال اور اس مقام کی تشریح فرماتے تھے۔ (۱۷) ایک موقع پر ارشاد فرماتے ہیں۔ جب بندہ کسی بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ تو پہلے وہ خود اس سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے، اگر نجات نہیں پاتا تو مخلوقات میں سے اوروں سے مدد مانگتا ہے۔ مثلاً بادشاہوں یا حاکموں یا دنیاداروں یا امیروں سے اور دکھ درد میں طبیبوں سے جب ان سے بھی کام نہیں نکلتا اس وقت اپنے پروردگار کی طرف دعا اور گریہ وزاری و حمد و ثنا کے ساتھ رجوع کرتا ہے (یعنی) جب تک اپنے نفس سے مدد مل جاتی ہے خلق سے رجوع نہیں کرتا اور جب تک خلق سے مدد مل جاتی ہے خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا پھر جب خدا کی طرف سے (بھی) کوئی مدد نظر نہیں آتی تو (بے بس ہو کر) خدا کے ہاتھوں میں آرہتا ہے اور ہمیشہ سوال و دعا اور گریہ وزاری اور ستائش و اظہار حاجتمندی امید و بیم کے ساتھ کیا کرتا ہے پھر خدا اس کو دعا سے (بھی) تھکا دیتا ہے اور قبول نہیں کرتا یہاں تک کہ کل اسباب (منقطع ہو جاتے ہیں اور وہ سب سے) علیحدہ ہو جاتا ہے اس وقت اس میں (احکام) قضاو قدر کا نفاذ ہوتا ہے۔ اور اس کے اندر (خدا اپنا) کام کرتا ہے۔ تب بندہ کل اسباب و حرکات سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور روح صرف رہ جاتا ہے اسے فعل حق کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور وہ ضرور بالضرور صاحب یقین موحد ہوتا ہے۔ (۱۸) شیخ ارض السمٰوات محبوب سبحانیؒ کی ذات گرامی منبع فیوض برکات ہے۔ آپؒ کی عظمت و بزرگی اور مقام ولایت کبریٰ قیامت کے لئے امت مسلمہ کے لئے مشعل راہ ہے۔

آپؒ اپنے قصیدہ شریف میں خود ہی ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ اگلوں کے آفتاب غروب ہو گئے اور میرا آفتاب ہمیشہ بلندی پر چمکتا رہے گا۔ تصویر مصطفیٰ تنویر مرتضیٰ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فخر اولیاء حضرت پیران پیر دستگیرؒ اپنی خاص روحانی کیفیت میں اپنے مقامات عالیہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے صبر کیا اور صبر کا انجام۔ بہتر پایا۔ میں مرچکا تو حق تعالیٰ نے مجھے زندہ کیا اور پھر مجھے موت دی معدوم ہو کر عدم سے وجود میں لایا گیا۔ میں اپنے پروردگار کی معیت میں مرا۔ اور اس کی معیت میں

بادشاہ بنا۔ میں نے ترک ارادہ اختیار سے اپنے نفس سے مجاہدہ کرایا۔ یہاں تک کہ وہ مقام قرب الٰہی مجھے حاصل ہوگیا۔ کہ تقدیر خود آگے بڑھ کر میرا ہاتھ تھامتی ہے احسان مدد کرتا ہے۔ فعل مجھے حرکت دیتا ہے۔ غیرت میری حفاظت کرتی ہے۔ اور مشیت میری اطاعت کرتی ہے۔

علم اولی مجھے آگے بڑھاتا اور اللہ جل جلالہ مجھے رفعت اور ترقی عطا فرماتا ہے۔ (۱۹) اے لوگو افسوس ہے تم پر کہ تم مجھ سے دور بھاگنے کی کوشش کرتے ہو۔ حالانکہ میں تمہارا کوتوال ہوں۔ میرے پاس ٹھہرو میری بات سنو ورنہ ہلاکت میں پڑ جاؤ گے۔ اے بے وقوفو اول میری طرف قصد کرو پھر بیت اللہ جانے کا ارادہ کرو۔ میری ذات باب کعبہ ہے میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں بتاؤں کہ حج کی ادائیگی کس طرح ہوتی ہے۔ میں تمہیں وہ آداب و القابات بتاؤں گا جن سے تم اپنے رب کعبہ کو مخاطب کر سکو۔ عنقریب جب تمہاری آنکھوں کے سامنے سے غبار ہٹے گا۔ تو تمہیں سب کچھ نظر آنے لگے گا۔ اے تخت و تاج سیاست و امارت سے محبت رکھنے والو آؤ میری مجلسوں میں بیٹھو تمہاری روح و عقل یہاں سے فرحت و تازگی پائے گی۔ مجھے اپنا پشت پناہ سمجھو، مجھے حق تعالٰی کی جانب سے یہ قوت ودیعت کی گئی ہے۔ میری طرح اللہ تعالٰی کے فرماں بردار بندوں نے تمہیں ان ہی باتوں کی ممانعت کی ہے جنہیں اللہ تعالٰی نے منع فرمایا ہے۔ تمہاری راہنمائی خیر خواہی بھی ان ہی رب کریم کی برگزیدہ ہستیوں کے سپرد کی گئی۔ بس وہ اللہ تعالٰی کی امانتوں اور نعمتوں کو بحکم ربی لوگوں کو عطا اور ادا کرتے ہیں (۲۰)

حضرت شیخؒ کے مواعظ دلوں پر بجلی کا اثر کرتے تھے اور وہ تاثیر آج بھی آپ کے کلام میں موجود ہے۔ فتوح الغیب اور الفتح الربانی کے مضامین اور آپ کی مجالس کے وعظ کے الفاظ آج بھی دلوں کو گرماتے ہیں۔ ایک طویل مدت گزر جانے کے بعد بھی ان سے زندگی اور تازگی محسوس ہوتی ہے۔ انبیاء کے نائبین اور عارفین کاملین کے کلام کی طرح یہ مضامین بھی بر وقت کے مناسب اور سامعین اور مخاطبین کے حالات و ضروریات کے مطابق ہوتے تھے، عام طور پر لوگ جن بیماریوں میں مبتلا اور جن بیماریوں میں گرفتار تھے انہیں کا ازالہ کیا جاتا تھا۔ اس لئے حاضرین آپ کے ارشادات میں اپنے زخم کا مرہم اپنے مرض

کی دوا اور اپنے سوالات و شبہات کا جواب پاتے تھے۔(۲۱) قصیدہ پاک غوثیہ ؒ میں ہمیں مقام ولایت پر تصرف آپ ؒ کی ولایت کبریٰ عظمیٰ کی اجمالی تفسیر آپ ؒ ہی کی زبان مبارک سے مل جاتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارادہ و اختیار پر آپ ؒ کو جو کامل تصرف عطا فرمادیا ہے۔ یہ قصیدہ مبارک اس کا بین اور مدلل ثبوت ہے۔ اس کے خاص خاص نکات یہ ہیں۔ حضور عالی مرتبت غوث الثقلین ؒ کا اپنے قصیدہ مبارک میں بحکم ربی تائید ایزدی سے ارشاد گرامی یہ ہے۔ وادی عشق میں کوئی نہر ایسی نہیں جو میری نہر عشق سے زیادہ لذیذ و شیریں ہو۔ اور نہ وصال میں ایسا خاص مرتبہ ہے جو میرے مرتبہ سے زیادہ عزت والا اور زائد قریب ہو۔ اور مجھے زمانہ نے انہیں ہبہ کردیا تو اس کے مناہل شیریں اور مشرب نہایت خوشگوار ہو گئے اور مجھے ہر اس کریمہ نے پیغام بھیجا جس کی جانب کوئی عاقل و دانشمند راہ نہیں پاتا کہ اسے پیغام بھیجے اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کے پاس بیٹھنے والا خوف نہیں کرتا۔ یہ زمانہ نہ جانے کیوں خوفزدہ ہے۔ اور میں ان میں سے ہوں۔ جن کے لئے ہر فضیلت میں رتبہ اعلیٰ رکھا گیا ہے۔ اور یہ ہر لشکر سے گزر سکتے ہیں۔ میں خوشیوں کا بلبل ہوں۔ اس کے درختوں کو طرب انگیز کردیتا ہوں۔ اور میں بلندیوں پر باز الاشہب ہوں۔ اگلوں کے سورج ڈوب گئے۔ اور میرا سورج ہمیشہ افق اعلیٰ پر درخشاں رہے گا اور کبھی نہ ڈوبے گا۔ ملک محبت کا تمام لشکر بخوشی میرے زیر مشیت ہے۔ جب میں کوئی قصد کرتا ہوں تو مشیت ایزدی میرے شامل حال ہوتی ہے۔ میں نے میدان صبر و رضا میں صرف ہواؤں پر اپنی گزر اوقات کی ہے۔ یہاں تک کہ مجھے وہ مقام اعلیٰ عطا ہو گیا جو کسی اور کو نہیں دیا گیا۔ زمانہ گویا کہ ایسی خلعت مرصع ہے جو نہایت ہی چمکیلی اور خوشنما ہے اور میں اس کا زریں دامن ہوں۔(۲۲)

جناب سرکار بغداد امام و افتخار اولیاء کی والدہ ماجدہ کی جانب سے سلسلہ نسبی حضرت امام حسین ؓ سے ہوتا ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔ حضرت ام الجبار سیدہ فاطمہ ثانیہ ؒ بنت سیدنا عبداللہ صومعی ؒ بن سیدنا ابو جمال بن سیدنا محمد ؒ بن سیدنا محمود ؒ بن سیدنا طاہر ؒ بن سیدنا ابی عطار ؒ بن سیدنا عبداللہ ؒ بن سیدنا ابو کمال ؒ بن سیدنا عیسیٰ ؒ بن سیدنا ابو علاؤ الدین ؒ بن سیدنا محمد ؒ بن سیدنا علی رضا ؒ بن سیدنا امام موسیٰ کاظم ؒ

بن سیدنا امام جعفر صادقؒ بن سیدنا امام محمد باقرؒ بن سیدنا امام مظلوم اسیر کربلا امام زین العابدینؓ بن جگر گوشہ مصطفیٰ شہید کربلا فخر انسانیت حق و صداقت شعار نواسہ رسولؐ جگر گوشہ بتولؓ نور العین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سیدنا امام حسین علیہ السلام بن شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جا پہنچتا ہے۔ غوث صمدانی قطب ربانی ابو محمد محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بن ابو صالح جنگی دوستؒ بن سیدنا عبداللہ جیلانیؒ بن سیدنا یحییٰ زاہدؒ بن سیدنا محمدؒ بن سیدنا داؤدؒ بن سیدنا موسیٰؒ بن سیدنا عبداللہؒ بن سیدنا موسیٰ الجونؒ بن سیدنا عبداللہ المحضؒ بن سیدنا حسن مثنیٰؒ بن امام عالی مقام حضرت حسن علیہ السلام بن سیدنا امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰؓ اس طرح تیرہ واسطوں سے آپؒ کا سلسلہ نسب مولائے کائنات شیر خدا سے جا ملتا ہے۔(۲۳) بزرگان دین نے حضرت غوث الاعظمؒ سے اپنی بے پایاں محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ سلسلہ تصوف و طریقت نقشبندیہ کے بانی و موجد کامل الاولیاء۔ سند الاصفیاء۔ حضرت شاہ بہاؤ الدین نقشبندیؒ نے حضور غوث الثقلینؒ کو بکمال اخلاص و محبت ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے (۲۴)

بادشاہ ہر دو عالم شیخ عبدالقادرؒ است

سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادرؒ است

آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم

نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است

سلسلہ چشتیہ کے سالار حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجریؒ رحمۃ اللہ علیہ گوہر گنج معانی، مظہر تجلیات یزدانی، مصباح مشکوٰۃ ولایت و کرامات نور کوکب سیادت و ہدایت سلطان طریقت پیشوائے اہل حقیقت صاحب ولایت قبلہ ارباب بصیرت، محقق بہ اسرار حقیقت نے اپنے مرشد کے حکم پر بنفس نفیس بھی حضرت پیران پیر غوث الاعظم قطب اللہ محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی سلطان الشیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دی اور کچھ عرصہ بغداد شریف میں سکونت اختیار فرمائی اور فیض حاصل کرنے کے بعد مدحیہ کلمات نظم کی صورت میں اس طرح

فرماتے۔

یا غوث معظمؓ نور ہدیٰ مختار نبیؐ مختار خدا
سلطان ولایت قطب علی حیران ز جلالت ارض وسما
دہ شرع بغایت پرکاری چالاک چو جعفر طیاریؓ
برعرش معلی سیاری اے واقف رازاو ادنی

اکابرین اسلام میں مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ نے جناب غوث اعظمؒ کی خدمت اقدس میں اپنا جامع احوال محبت وعقیدت اس طرح بیان فرمایا ہے۔

غوث اعظم درمیان اولیا۔
چوں محمد درمیاں انبیا۔

بزرگان دین اور عام مسلمان اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء الحسنیٰ بطور وظیفہ وترقی درجات دنیاوی واخروی پڑھتے ہیں۔ بالکل اس طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننانوے اسمائے گرامی دینی ودنیاوی کامیابیوں اور کامرانیوں کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے غوث الاعظم دستگیر پیران پیرؒ کو بھی اپنی خاص نوازشات سے نوازا ہے۔ سیدنا غوث الثقلینؒ کے ننانوے اسمائے گرامی کو محبین ومعتقدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے دل وجان سے قریب تر رکھتے ہیں۔ انہیں دیگر اوراد ووظائف عبادات کے ساتھ بطور محبت وعقیدت پڑھتے ہیں۔ بطفیل غوث پاکؒ اللہ تبارک وتعالیٰ ان اسمائے گرامی کے فیوض وبرکات سے لوگوں کی دلی حاجات وآرزوئیں پوری فرمادیتا ہے ان کے مصائب ومشکلات سکون اور راحت میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔ بزرگان دین قصیدہ غوثیہ کو بطور وظیفہ استعمال کرتے ہیں۔ اس قصیدہ مبارکہ کو پڑھنے سے دینی ودنیاوی درجات میں حیرت انگیز طور پر ترقی وکامیابی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ حضور غوث پاکؒ نے بھی اپنی اللہ تعالیٰ کے حضور خودسپردگی کی

حالت میں یہ قصیدہ کہا ہے۔ اس لئے جتنا ہی بکمال اخلاص و محبت اور عقیدت واحترام سے اس قصیدہ پاک کو پڑھا جائے گا۔ اسی قدر اس کے بہترین اور قوی نتائج سامنے آئیں گے۔ یوں تو تمام عالم اسلام سیدنا غوث الثقلین ؒ کا متوالہ و شیدائی ہے لیکن اہل پاکستان تو آپ ؒ سے اس طرح محبت رکھتے ہیں۔ جیسی کہ انہیں اللہ و رسولؐ سے محبت ہے۔ ہر سال آپ ؒ کا سالانہ عرس مبارک گیارہویں شریف کے نام سے پاکستان کے طول و عرض میں منایا جاتا ہے۔ ایک ماہ تک عوام و خواص اس موقع پر نذر و نیاز و لنگر کا اہتمام کرتے ہیں۔ علماء و مشائخین لوگوں کو سیرت غوث پاک ؒ سے روشناس کراتے ہیں۔ آپ ؒ کی دینی اسلامی ملی خدمات پر مجالس وعظ منعقد ہوتی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم آپ ؒ سے اپنی وابستگی کا حق صحیح طور پر ادا نہیں کر رہے۔ آپ ؒ کے اقوال اور تعلیمات مقدسہ کو عام کرنے کی جتنی ضرورت آج کے دور میں ہے پہلے اس قدر شدید نہ تھی۔ ہماری نوجوان نسل کو تعلیمات غوثیہ ؒ پر عمل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ آپ نے اپنی تعلیمات قادریہ کی بنیاد قرآن و شریعت، حق و صداقت اور اخلاص و محبت پر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ ؒ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم دین و دنیا میں سرخرو ہو کر اقوام غیر میں اپنا سر فخر سے بلند کر سکیں۔ (آمین)

(ب) بغداد شہر دی کیا نشانی اچیاں لمیاں چیراں ہو
تن من میرا پرزے پرزے جیون درزی دیاں لیراں ہو
اینہا لیراں دی گل کفنی پا کے رلساں سنگ فقیراں ہو
بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں باھو ؒ کرساں میراں میراں ہو

مآخذ

۱۔ سفینۃ الاولیاء۔ شہزادہ دارالشکوہ قادری صفحہ ۶۹

۲۔ سفینۃ الاولیاء۔ شہزادہ دارالشکوہ قادری صفحہ ۷۰

۳۔ سفینۃ الاولیاء۔ شہزادہ دارالشکوہ قادری صفحہ ۷۳

۴۔ تحفۃ القادریہ حضرت ابو المعالیؒ ص ۹۵

۵۔ پیران پیر، پروفیسر محمد فیاض، ص ۷۰

۶۔ بہجۃ الاسرار، ابو الحسن نور الدین علی الشطنوفی ص ۷۰

۷۔ سفینۃ الاولیاء۔ شہزادہ دارالشکوہ قادری صفحہ ۷۸

۸۔ مکمل سوانح عمری خواجہ غریب نوازؒ۔ ڈاکٹر ظہور الحسن ص ۷۸

۹۔ جامع کرامات الاولیاء۔ علامہ یونسؒ ص ۸۱ — ۱۰۔ نزہۃ الخاطر الفاتر علامہ علی قاری ص ۶۰

۱۱۔ حضرت غوث الاعظم پروفیسر عنایت اللہ ص ۹۵

۱۲۔ تذکرہ سیدنا غوث الاعظم، علامہ نور بخش توکلیؒ ص ۸۹

۱۳۔ سیرت غوث الثقلین مولانا محمد ضیاء۔ اللہ قادری ص ۷۱

۱۴۔ تذکرہ سیدنا غوث الاعظم علامہ نور بخش توکلیؒ ص ۸۰

۱۵۔ خزینۃ الاصفیاء۔ علامہ سرور لاہوریؒ ص ۶۹

۱۶۔ حضرت غوث الاعظم، پروفیسر محمد عنایت اللہ ص ۸۱

۱۷۔ جامع کرامات اولیاء۔ علامہ یوسفؒ ص ۹ ۳ — ۱۸۔ خزینۃ الاصفیاء۔ غلام سرور لاہوریؒ ص ۴۰

۱۹۔ تحفۃ القادریہ حضرت ابوالمعالیؒ ص ۱۰۰

۲۰۔ سیرت غوث الثقلین مولانا ابو لحامد محمد ضیاء۔اللہ قادری ص ۸۰

۲۱۔ پیران پیر، پروفیسر محمد فیاض ص ۵۴

۲۲۔ سفینۃ الاولیاء، شہزادہ داراشکوہ ۲۳۔ پیران پیر، پروفیسر محمد فیاض ص ۲۸
قادری ص ۸۱
۲۴۔ سیرت غوث الثقلین مولانا ابو الحامد ۲۵۔ سیرت غوث الثقلین مولانا ابو الحامد
محمد ضیاء اللہ قادری ص ۹۱ محمد ضیاء اللہ قادری ص ۱۰۸
۲۶۔ اوراد و وظائف، علمی کتاب گھر ص ۱۰۸ ۲۷۔ مجموعہ وظائف۔ رضا المصطفیٰ اعظمی
ص ۱۶۸

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

(اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

مدد کر غوث اعظم بے کسوں ہم سے غریبوں کی
چھڑاتے غیر تیرے کون دست نفس شیطاں سے

(مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند)

حسرت کوئی مدد نہ کرتے کیا مذائقہ
کافی ہیں غوث الاعظم جیلاں میرے لیے

بحضور شہباز لامکانی غوث صمدانی پیر دستگیر غوث اعظم محبوب سبحانی حضرت سید الشیخ عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی قدس سرہ السامی

شاعر بے بدل حضرت علامہ سید نصیر الدین شاہ نصیرؔ گیلانی
نبیرۂ اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ۔

محشر میں مغفرت کی خبر غوث پاک ہیں
سب کچھ میرا ہے میرے اگر غوث پاک ہیں
خیر الوریٰ کی آل ہیں ، مولا علی کے لال
خیر النساء کے نور نظر غوث پاک ہیں
گردن پر ہر ولی کے قدم غوث پاک کا
تارے ہیں سب ولی تو قمر غوث پاک ہیں
مایوسیوں میں دل کا اجالا ہے ان کا نام
شبہائے غم میں نور سحر غوث پاک ہیں
بغداد محترم ہے دیار نبی کے بعد
اس میں حضور ہیں تو ادھر غوث پاک ہیں
الحاد وزندقہ کو فنا کرکے رکھ دیا

دین مبین کی فتح و ظفر غوث پاک ہیں
ان کے نسب میں نور محمد ہے جلوہ گر
بے شک حسن کے لخت جگر غوث پاک ہیں
ہیں اولیاء کے یوں تو مراتب جدا جدا
ان سب کے سربراہ مگر غوث پاک ہیں
قربت خدا سے اور قرابت رسول سے
مہر سپہر نوع بشر غوث پاک ہیں
کیا خوب ہے نصیرؔ یہ مصرع امیر کا (۱)
اللہ بھی ادھر ہے جدھر غوث پاک ہیں

(۱) حضرت امیر مینائی رحمت اللہ علیہ

آں شاہ سرفراز کہ غوث الثقلین است
در اصل صحیح النسبین از طرفین است
از سوئے پدر تا بحسن سلسلہ اوست
وز جانب مادر، در دریائے حسین است

(مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ)

خطاب

قائد اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب

صدر جمعیت العلمائے پاکستان

کنزالایمان سوسائٹی کے زیر اہتمام آٹھویں سالانہ "امام احمد رضا کانفرنس" حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرت سری قدس سرہ کی صدارت میں منعقد ہوئی لیکن پشاور کے معروف نقشبندی شیخ طریقت الحاج ابوالخیر عبداللہ جان صاحب مدظلہ العالی کی آمد پر حکیم صاحب نے کرسی صدارت انہیں پیش کر دی۔ اس کانفرنس میں قائد اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی دامت برکاتہم العالی نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت فرمائی آپ کا یہ خصوصی خطاب الحسن کے ان صفحات میں قارئین کے استفادے کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ قارئین سے گذارش ہے کہ وہ پوری توجہ سے اس کا مطالعہ فرمائیں۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر محترم مقتدر علماء کرام، مشائخ عظام میرے محترم بزرگو، محترم بھائیو اور عزیزان محترم عہدیداران کنزالایمان سوسائٹی اور میرے معزز حاضرین محترم. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے عرصے سے کنزالایمان سوسائٹی کے عزیز نوجوان دعوت دیتے رہے ہیں۔ میں اپنی مصروفیت کی وجہ سے انتہائی شرمندہ ہوتا رہا کہ ان کی دعوت کو قبول نہ کر سکا، اور الحمدللہ میں آج حاضر ہوا۔ کنزالایمان سوسائٹ کے اس بابرکت اجتماع میں عرصے کے بعد حاضر ہوا۔ چند باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مجھے یہاں آنے کے بعد بڑی خوشی ہوئی کہ عظیم المرتبت، امام اہلسنت مجدد ملت، ابوحنیفہ عصر حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی کی یاد میں اس بابرکت محفل میں ہم سب کو انہوں نے

اکٹھا کر دیا ہے۔ اس کی مجھے خوشی ہے کہ میں اس میں شامل ہوا لیکن اسی کے ساتھ ساتھ چند سوالات بھی مجھ سے متعلق تھے ان کے متعلق بھی مجھے بڑی خوشی ہے کہ انہوں نے کچھ سوالات۔ بہر حال کئے اور میں سمجھتا ہوں کہ بڑا شافی جواب اس سلسلے میں میرے محترم رفیق اور ساتھی حضرت صاحبزادہ سید حامد سعید شاہ صاحب کاظمی نے دیا ہے لیکن۔ بہر حال میں بھی اس سلسلے میں کچھ عرض کروں گا۔ اس لئے کہ مجھ پر قرض رہ جائے گا۔ اس سوال کا۔ لیکن اس سے پہلے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے سلسلے میں کچھ باتیں عرض کرتا ہوں۔ میں جب پڑھتا تھا میرٹھ میں تو میرے استاد محترم استاد العلماء سید العلماء حضرت مولانا سید غلام۔ جیلانی صاحب جو اپنے وقت کے بڑے اور نحو اور صرف امام تھے۔ وہ ہر سال تقریباً بریلی شریف عرس میں جایا ہی کرتے تھے۔ والد ماجد" تو۔ بہت کم عرس کے زمانے میں ہوتے تھے وہ اکثر اپنے تبلیغی دورے پر رہتے تھے اس وجہ سے بریلی شریف وہ بھی عرس کے موقع پر خاص نہین تبلیغی دورے پر باہر ہی رہتے تھے میں ویسے دوران تدریس برابر جاتا تھا اور وہاں مقتدر علماء کرام کی زیارت کا شرف بھی حاصل کرتا تھا۔ ۱۹۴۸ء میں میں فارغ التحصیل ہوا۔ ۴۷ء تک یہی معمول رہا اور اس کے بعد پھر پاکستان چلا آیا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے متعلق تو ویسے بچپن میں تو بات سنتے رہتے تھے۔ بہت بڑے عالم تھے بڑے عظیم المرتبت اور فقیہ تھے محدث جلیل القدر تھے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب میں فارغ ہوا تو میرے استاد محترم نے کہا کہ سند تو میں تم کو ابھی دوں گا نہیں میں نے کہا کیا قصور کیا ہم نے فارغ التحصیل ہو گیا ہوں اب تو سند دیجئے تو دستار بندی ہو گئی اس دستار بندی میں حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب محدث مراد آبادی اور دیگر اکابر علماء۔ جن میں حضرت محدث اعظم اور حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا صاحب بریلوی وغیرہ۔ سب بزرگ تشریف لاتے تھے۔

میرٹھ کے دستار بندی کے جلسے میں اکثر وہ تشریف لے آیا کرتے تھے اور امتحان لینے کے لئے ہمارے دار العلوم میں یوں تو حضرت مولانا سید غلام۔ جیلانی صاحب تو نحو و صرف کے بڑے فاضل علماء میں سے تھے حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مجھ سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ ان کے شاگرد بھی تھے تو حضرت مولانا نعیم الدین صاحب ہمیشہ سالانہ جلسے میں طلبہ کا امتحان لینے کے لئے بھی تشریف لے آیا کرتے تھے تو

اس سلسلے میں ان اکابر علماء کی زیارت ہوتی تھی۔ دستار بندی کے بعد ہمارے استاد محترم نے کہا کہ بھائی میں سند تو نہیں دوں گا ابھی تم کچھ ساتھ بیٹھنے کے بعد کچھ فتویٰ وغیرہ لکھو کچھ کتابیں (وغیرہ پڑھاؤ۔ بہت اچھے۔ تو ہم نے شروع کر دیا۔ میں اپنی بات آپ سے عرض کرتا ہوں کہ میں ویسے گھر میں بھی اور باہر بھی کھیل کود میں تو وقت گزرتا ہی ہے آدمی کا لیکن بہر حال کچھ کتابیں پڑھتا رہتا تھا۔ جب میں بیٹھا تو حضرت نے فرمایا کہ فتویٰ نکالو فتاویٰ رضویہ دیکھتا تھا۔ بہت سی عبارتیں سمجھ میں نہیں آتی تھیں تو میں حضرت سے پوچھتا تھا تعلیم کے زمانے میں تو اندازہ ہوتا ہی ہے لیکن تدریس کے زمانے میں جب پڑھاتا ہو آدمی اور فتویٰ وغیرہ لکھتا ہو تو پھر میں استاد محترم کو دکھایا کرتا تھا کہ حضور یہ میں نے لکھا ہے۔ تقریباً دو سال تک میں حضرت کے ساتھ رہا۔ اس زمانے میں مجھے یہ اندازہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا مقام کیا ہے۔ عربی ہم اس زمانے میں تھوڑی۔ بہت بولتے رہتے تھے مشق کرتے رہتے تھے اور لکھتے بھی رہتے تھے تو طلبہ اکثر کہا بھی کرتے تھے اور کبھی کبھی آپ جانتے ہیں کہ ذہن میں ایک قسم کا غرور پیدا ہو جاتا ہے کہ میں بڑی اچھی عربی لکھتا ہوں اور بڑی اچھی عربی بولتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ یہ خرافات شیطان وسوسے پیدا کرتا ہے۔ ان سے غرور پیدا ہوتا ہے لیکن جب اعلیٰ حضرت کی وہ تمام فتویٰ رضویہ اور اس میں فقہی عبارتیں اور احادیث مبارکہ جو نقل کرتے اور پھر دلائل ان کے جس طرح سے چلتے تھے۔ ان کی روانی تو اس سے محسوس ہوتا تھا کہ ہم نے تو ابھی الف ب ہی پڑھی ہے عربی کی۔ کم علمی کا فارغ التحصیل ہونے کے بعد بھی درس پڑھانے کے بعد بھی میں اس زمانے میں قدوری وغیرہ اور جلالین وغیرہ پڑھایا کرتا تھا اور فتویٰ وغیرہ لکھ کر استاد محترم کو دکھایا کرتا تھا وہی اس کی تصدیق و تصحیح فرماتے تھے۔ غلطیاں۔ بہت ہوتی رہتی تھیں۔ اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام۔ بہت بلند تھا اور میں اپنے اکثر دوستوں سے کہا کرتا ہوں اپنی نجی محفلوں میں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا فقہی مقام اتنا بلند ہے کہ میں محسوس کرتا ہوں میرا وجدان کہتا ہے کہ وہ ہندوستان کے ابو حنیفہ تھے۔ ابو حنیفہ ثانی تھے۔ سید الامہ السراج الامہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ کے نقش قدم پر تھے اور ان کا علمی فیضان تھا۔ ویسے مختلف علوم پر اعلیٰ حضرت کو دسترس تھی۔ یہ بڑی عجیب وغریب بات ہے کہ ریاضی ہے اقلیدس ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام علوم ہیں منطق ہے فلسفہ

ہے۔ بہت سی کتابیں اور۔ بہت سے علوم ہیں تو قرآن تو علوم کا خزانہ ہے۔ حبر الامہ سیدنا عبد اللہ ابن العباسؓ جو حضور پر نورؐ کے صحابی بھی چچازاد بھائی بھی ہیں۔ اور آپ کو لقب دیا گیا۔ حبر الامہ سید المفسرین عبد اللہ ابن العباسؓ کا انہوں نے ارشاد فرمایا تمام علوم قرآن میں موجود ہیں۔ آدمی کا ذہن جو ہے اس کی رسائی اس تک نہیں ہے۔ جیسے موتی سمندر میں ہے لیکن ہر غوطہ خور کو موتی تو نہیں ملتا۔ سمندر میں بے شمار چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار خزانے اس میں پوشیدہ کئے ہیں ہر ایک کو تو نہیں ملتا۔ چنانچہ ایک مقام پر اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا" ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب المبین "۔ کوئی خشک و تر چیز ایسی نہیں جس کا بیان قرآن میں موجود نہ ہو اور ابھی تھوڑے دن ہوتے حال ہی میں اردو ترجمہ بھی اس کا ہو گیا ہے اور اس سے پہلے وہ چھپی ہے تقریباً دس سال ہو گئے تو فرانس کے کیمسٹری کے۔ بہت بڑے اور عظیم پروفیسر ساربونا یونیورسٹی جو ہے فرانس کی قدیم ترین اور بڑی عظیم یونیورسٹی ہے۔ پیرس میں اس کے کیمسٹری کے جو پروفیسر تھے انہوں نے کتاب لکھی "قرآن، سائنس اور بائبل" اور اس کا ترجمہ بھی اردو زبان میں ہو گیا ہے اس کے علاوہ وہ انگریزی میں اور فرانسیسی میں ترجمہ ہوا اور پھر اردو میں بھی میں نے دیکھا اس کے پڑھنے سے محسوس ہوتا ہے کہ واقعی قرآن مجید و فرقان حمید کے متعلق ایک عیسائی یہ کہتا ہے کہ تمام علوم قرآن میں موجود ہیں اور علوم کا خزانہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

اب ظاہر ہے کہ جس کی رسائی قرآن مجید و فرقان حمید تک ہو گی اس کو وہ علوم ملیں گے اور قرآن تک رسائی کیسے ہو گی تو ہر عربی دان کی رسائی تو ہو نہیں سکتی میں یہ سمجھتا ہوں اور اس پر یقین رکھتا ہوں کہ ہر عربی دان قرآن مجید کو نہیں سمجھتا۔ اس لئے کہ سب سے۔ بہترین عربی دان ابو۔ جہل تھا اگر سمجھتا تھا تو ایمان کیوں نہ لے آیا؟ یہ فرق کرنا پڑے گا۔ اب ایک آدمی یہ کہے کہ میں نے ایم اے کیا ہے عربی میں۔ ٹھیک ہے بڑی قابل قدر بات ہے بڑی اعلیٰ قابلیت ہے۔ یہ ہے وہ ہے لیکن قرآن کو سمجھنے کے لئے عربی کافی نہیں ہے۔ اب دیکھئے اللہ جل جلالہ نے قرآن مجید و فرقان حمید میں ارشاد فرمایا اب یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہر آدمی نے حضور کو دیکھا اور ایمان لے آیا ایسا بھی نہیں ہے حضور کو دیکھا اور دعا کی تو ایمان ضرور لے آتے گا لیکن حضور کو دیکھا نہیں ہے تو آپ کہیں گے کہ ابو۔ جہل تو حضور کو صبح شام دیکھتا تھا

لیکن نہیں دیکھتا تھا۔ ابو جہل نے حضور کو دیکھا ہی نہیں ابولہب نے بھی نہیں دیکھا قرآن مجید خود ارشاد فرماتا ہے وتراھم اے محبوب آپ دیکھتے ہیں لم یرونہ علیک وھم لا یبصرون آپ دیکھتے ہیں کہ یہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں لیکن نہیں دیکھ رہے۔ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں لیکن نہیں دیکھتے بصارت نہیں ہے دیکھتا ہے تو دیکھ رہے ہیں۔ اب جیسے آدمی بہت سے آدمیوں سے ملتا ہے اور بہت سے لوگ ہمارے ملنے سے اعتراض کرتے ہیں کہ فلاں سے مل لئے فلاں سے مل لئے فلاں سے مل لئے اول تو لوگوں نے ہم کو سیاسی اعتبار سے ایک قیادت تفویض کی کہ بھئی یہ سیاسی رہنمائی تم کو کرنی چاہئے۔ اب ظاہر بات ہے جب آدمی سیاست میں ہوتا ہے تو سبھی سے ملے گا تو سب سے۔ اچھا سیاست کو چھوڑیئے۔ تبلیغی کام آپ کر رہے ہیں تو سب سے ملنا ہو گا۔ آپ کو یہودیوں سے بھی ملنا ہو گا عیسائیوں سے بھی ملنا ہو گا جب آپ ان سے ملیں گے ان سے آپ بات کریں گے ان کو دلائل سے قائل کریں گے پھر آپ ان کو اسلام میں داخل کریں گے اب آپ یہ کہیں گے کہ تم عیسائیوں سے مل لئے، یہودیوں سے مل لئے تو فلاں سے مل لئے وغیرہ وغیرہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم پر اعتبار نہیں اعتماد نہیں لوگوں کو۔ اعتماد تو ہونا چاہئے تا ہمارا ایمان مضبوط ہے۔ الحمد للہ ہمارا سکہ کھرا ہے۔ اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

بچپن سے جو تربیت ہوئی جس خاندان میں ہوئی اور جس ماحول میں ہوئی ہے اس سے کسی قسم کی تبدیلی آ ہی نہیں سکتی۔ بہرحال میں عرض کر رہا تھا وتراھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون ابو جہل نے تو دیکھا ہی نہیں تھا ابولہب نے بھی نہیں دیکھا اور سبحان اللہ بلال حبشی نے دیکھا تو دیکھ لیا۔ ایمان لے آئے۔ حضور پر نور سید العالمین محمد قرآن کو لے کر آئے۔ قرآن کو اگر سمجھنا ہے تو صاحب قرآن سے سمجھو اس لئے کہ قرآن انہوں نے سمجھا۔ تو قرآن کو سمجھنے کے لئے صاحب قرآن کو سمجھنا ضروری ہے۔

علم قرآنی کا سب سے بڑا مرکز ذات پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور یہ بالکل اس طرح سے ہے کسی زمانے میں جب ہم پڑھتے تھے اور لوگوں سے باتیں کرتے تھے اور لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ جو بات ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور پر نور پر قرآن مجید نازل فرمایا کیسے نازل کیا کس طرح ہوا کیونکر ہوا تو قرآن مجید فرقان حمید کی ایک آیت ہے لوگ اس کو سمجھنے کی کوشش کرتے تھے۔ بات

سمجھ میں نہیں آتی تھی اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا۔ نزل بہ الروح الامین روح الامین لے کر آئے علی قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین O ط جبرائیل لے کر آئے آپؐ کے قلب مبارک پر۔ اب یہ قلب پر اترا، کیسے اترا، قلب پر کیسے اترتا ہے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ حضرت موسیٰؑ کو توریت دی گئی جب توریت دی گئی تو قرآن مجید و فرقان حمید میں ارشاد فرمایا کہ ہم نے ان کے لئے لکھ کر دے دیا لے جاؤ یہ۔ آپ لے جایئے ان کو۔ کوہ طور پر بلایا ان کو الواح دے دیں تختیاں۔

تختیوں پر لکھی ہوئی تھیں اور حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ لے جایئے اور اپنی امت سے شریعت کی پابندی کرایئے۔ حضور پر نورؐ کے قلب مبارک پر "انا قلبک" یہ قلب پہ کیسے اتری۔ قرآن کیسے اترا قلب مبارک پر۔ آج سائنس نے مسائل حل کر دیئے ہم دیکھتے ہیں ایک فیکس مشین ہے، فیکس چلا لندن سے فیکس ہوا۔ آپ کا ٹیلیفون رکھا ہے اس پر چھوٹی سی مشین رکھی ہے اس میں سے کاغذ نکل کر آرہا ہے کاغذ پر اتر رہا ہے ادھر سے وہ بٹن دبایا لندن سے بٹن دبایا اور ادھر کراچی میں اسی وقت اسی سیکنڈ حروف اترتے ہوئے چلے آرہے ہے۔ یہ فیکس مشین ہے۔ فیکس مشین استعمال کرنے والے یہاں بہت سے عزیز نوجوان بیٹھے ہوں گے اور آپ نے بھی دیکھا ہو گا اب تو ڈاکخانوں میں بھی لگ گئی ہے معلوم ہوا کہ اللہ رب العالمین نے قرآن مجید فرقان حمید کو قلب مصطفیٰ پر فیکس کیا اور اس فیکس کے ذریعے سے یہ آرہا ہے۔ حضور پر اترا، علم قرآن، سینہ مصطفیٰؐ اس کا سب سے بڑا خزینہ ہے اور یہ کب حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھا۔ ابھی میرے رفیق محترم اور عزیز محترم صاحبزادہ سید حامد سعید شاہ صاحب کاظمی نے فرمایا تھا اسی پر میں چند باتیں عرض کرتا ہوں ان کی تائید میں۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ کے پاس ٹی وی سیٹ ہے اور ٹی وی سیٹ اب اتنا طاقتور ہو گیا ہے کہ براہ راست آپ ایک چیز کو دیکھتے ہیں کہ اس وقت ایک حادثہ ۸۰۰۰ میل دور ۱۱۰۰۰ میل دور نیویارک میں ہو رہا ہے آپ وہ اسی وقت دیکھ سکتے ہیں یہ کیوں ہوا یہ کیسے ہوا کہ ابھی جو حادثہ ہو رہا ہے آپ اسے بیٹھے ٹی وی پر دیکھ رہے ہیں۔ یہ کس طرح سے ہوا آپ کا ٹی وی سیٹ بالکل صحیح ہے۔ آپ کے ٹی وی سیٹ کی سکرین بالکل صاف ہے گرد و غبار سے

پاک ہے آپ کے ٹی وی سیٹ کا کنکشن بالکل ٹھیک جڑا ہوا ہے اور اب ڈش انٹینا لگا ہوا ہے ڈش کے اوپر سیٹلائٹ ہے۔ سیٹلائٹ ڈش انٹینا کو دے رہا ہے۔ ڈش انٹینا آپ کے ٹی وی کو دے رہا ہے اور آپ کا ٹی وی آپ کی آنکھوں کے سامنے آپ کو وہ حادثہ دکھا رہا ہے مگر اس کا سبب یہ ہے کہ کنکشن صحیح لگا ہوا ہے اور اگر کنکشن صحیح لگا ہوا ہے مدینہ منورہ سے۔

تو دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

تو حضور پر نور سید العالمین محمد رسول اللہ کی ذات اقدس علوم کا وہ خزینہ ہے اور علم مصطفیٰ کے قربان جایئے۔ اب آپ تو ۸۰۰۰ میل دور کا حادثہ تو اپنی آنکھوں سے فوراً اسی وقت دیکھ رہے ہیں۔ کراچی میں ابھی خدانخواستہ ایک حادثہ ہوتا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں پشاور میں کچھ ہوتا ہے تو اسی وقت دکھایا جارہا ہے تو ۱۰۰۰ میل دس ہزار میل پچاس ہزار میل دور کوئی بڑی چیز نہیں ہے۔ اسی طرح سے سینہ مصطفیٰ علوم اولین و آخرین ذات پاک محمد رسول اللہ پر روشن ہے۔ حضور پر نور نورؒ اللہ مرقدہ کی ذات پاک سے اب جس کا کنکشن لگ گیا اس پر علوم کے خزانے کھلتے چلے گئے انہی میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ بھی ہیں۔

اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام۔ میں یونہی سال دو سال یہ لکھتا رہتا تھا پھر اس کے بعد تو میں چلا آیا ہندوستان سے اور اس کے بعد پھر انگریزی وغیرہ کی تعلیم میں مشغول رہا۔ لیکن اعلیٰ حضرت کا مختلف علوم میں جو مقام ہے وہ اس میں منفرد تھے یگانہ روزگار تھے۔ فقہ میں تو ان کا مقام بلند تھا ہی لیکن بہت سے حضرات نے یہ فرمایا کہ آپ لوگ اعلیٰ حضرت کو فقیہ کی حیثیت سے متعارف کراتے ہیں۔ زیادہ تر اور ویسے بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے "العطایہ النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" تو ۱۲ جلدوں میں جو لکھی ہے اور ہزار ہزار صفحوں پر محیط ہے تو ظاہر ہے اس سے لوگوں نے اعلیٰ حضرت کے فقہی مقام کو ہی بلند کیا اور یہ میں ابھی آج کل دورہ کرتا ہوا آرہا ہوں۔ ڈیرہ غازی خان میں جب میں تھا دو روز کے لئے جلسے تھے ادھر پاس پاس۔ جب میں وہاں تھا تو ایک صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام جو ہے

آپ اسی کے متعلق زیادہ تر کہتے ہیں احادیث میں ان کا مقام بہت بلند تھا میں نے انہیں عرض کیا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ احادیث بھی، تفسیر بھی، ریاضی بھی، منطق بھی۔ اسماء الرجال یہ تمام کے تمام علوم ہیں۔ نحو ہے اور صرف ہے لیکن اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام اگر ہم کہتے ہیں کہ بلند ہے اور اس میں ان کا مرتبہ بڑا عظیم ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حدیث میں خدانخواستہ ان کا مقام کمزور ہے لیکن ایک بات ضرور ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جس کو دین میں تفکر عطا فرمائے اس کا کیا مقام ہے تو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ "ومن یرید اللہ بہ خیر یفقہ فی الدین،" دین میں تفکر حاصل کرو حدیث مبارک کا جہاں تک تعلق ہے تو حدیث۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حدیث ایک علم ہے اور اس کا ایک مقام ہے لیکن امام ترمذیؒ بڑے جلیل القدر محدث تھے نے فرمایا "ہم لوگ جو ہیں محدثین ہم تو عطار ہیں"۔ اب جس طرح عطار کا دواؤں کا چننا اور چھننے کے بعد اس کا مرکب تیار کرنا اور اس کی افادیت پر گفتگو کرنا اور بحث کرنا اور پھر اس کا استعمال کرنا۔ تو یہ کام جو ہے یہ فقیہہ کا ہوتا ہے۔ ہم تو عطار ہیں اور باقی کام تو فقہاء کا ہے۔ من یرید اللہ بہ خیر اللہ تبارک و تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے تفقہ فی الدین اس کو دین میں تفقہ کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور وہ دین کی سمجھ جو ہے وہ مسائل کا استنباط قرآن اور حدیث کی روشنی میں پھر اشتباہ اور پھر اس کے بعد اجتہاد یہ تمام وہ مراحل ہیں جن کو فقہا طے کرتے ہیں۔ تو اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام ہندوستان میں کسی بڑے عالم کا اتنا مرتبہ فقہ میں نہیں گزرا جتنا اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت کا گزرا ہے۔ اور ان کی جلالت علمی اور فقہی کا اندازہ آپ العطایہ النبویہ فی فتویٰ الرضویہ سے لگایئے پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے وقت میں کتنی برکت دی تھی۔

آج ہم سوچتے ہیں بڑے آرام سے وقت گزرتا ہے۔ ہوائی جہازوں میں بیٹھ کے آتے جاتے ہیں۔ کوئی تکلیف نہیں ہوتی تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ سب کچھ کرتے ہیں تبلیغ تو اصل میں بزرگوں نے کی ہے وہ بزرگ جو پیدل چل کر جو اونٹ پر چل کر پیدل چل کر گھوڑوں پر چل کر دریاؤں سمندروں، پہاڑوں۔ صحراؤں کو عبور کر کے لاہور کی سرزمین پر داتا گنج بخش ہجویری کی شکل میں تشریف لائے پھر وہ بزرگ جو دریاؤں صحراؤں کو عبور کر کے لاہور میں داتا گنج بخش ہجویری کے ہاں تشریف لائے اور پھر اس کے بعد اجمیر

شریف کی طرف رخصت ہوئے۔ خدمت دین اور تبلیغ دین تو ان بزرگوں نے کی ہے۔ ہم تو ہوائی جہازوں میں جاتے ہیں آرام سے ڈنر کرتے ہیں آرام سے کانفرنسوں میں تقریریں کرتے ہیں اور آرام سے انگریزی کے گھسے پٹے الفاظ بولدیتے ہیں اور لیجئے صاحب تبلیغ کا فریضہ ادا ہوگیا۔ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن ہوسکتا ہے۔ شائد اللہ تبارک و تعالیٰ قبول فرمادے۔ حضور پر نورؐ نے ارشاد فرمایا "اب تم جارہے ہو اے معاذ یمن کی طرف تو شائد اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے ذریعے سے ایک آدمی کو ہی ہدایت دے دے"۔ تو یہ جو سرخ اونٹوں کا ایک گلہ ہے اس سے لاکھ درجے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو تیرے ذریعے سے ہدایت دے دے۔ تو دوستو اصل تبلیغ تو ان لوگوں نے کی۔ ان کے وقت میں کتنی برکت تھی۔ اعلیٰ حضرت کو دیکھیئے کہ وہ فتاویٰ کا جواب بھی دیتے تھے تحریر، تقریر بھی خیر تقریر تو بہت کم ہوتی تھی سال میں تین سے زیادہ تقریریں وہ نہیں فرماتے تھے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ ہم مقررین جو ہیں وہ تقریر میں زیادہ وقت نکل جاتا ہے اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ بیٹھ جاتا ہے اور تقریر و تحریر یہ وہ وصف ہے کہ تقریر بھی اور تحریر بھی ہو۔ بہت کم لوگوں کو آتا ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا یہ ملکہ تھا کہ تقریر آپ کی ہوتی تھی تین چار سے زیادہ تقریریں کبھی نہیں ہوتی تھیں۔ میں بریلی شریف جس زمانے میں حاضر ہوتا تھا اب تو بہت عرصہ ہوا نہیں حاضر ہوا تو زمانہ طالب علمی میں استاد محترم کے ساتھ بھی جاتا ہے۔ ایک مرتبہ والد ماجدؒ صاحب عرس نہیں تھا تو وہ تشریف لائے تھے۔ بیرون ملک دوروں سے تو ان کے ساتھ بھی حاضر ہوا تھا اور استاد محترم کے ساتھ بھی ہر سال جاتا رہتا تھا۔

آٹھ دس سال متواتر۔ لیکن بریلی شریف میں اگر کسی سے پوچھیں تو وہاں جاکر معلوم ہوا اس وقت تک کچھ لوگ زندہ تھے جنہوں نے اعلیٰ حضرت کو دیکھا تھا جب میں اپنی جوانی کے زمانے میں اب ظاہر ہے میری بھی عمر اب تقریباً ۶۸ سال کی ہو گئی تو اس زمانے میں جب میں پڑھتا تھا تو بریلی شریف میں تھا جب ہندوستان یہاں آیا تقریباً ۲۳، ۲۲ سال کی عمر تھی اس وقت میں لوگوں سے معلوم کرتا رہتا تھا وہ بتاتے رہتے تھے کہا تین چار سے زیادہ تقریریں اعلیٰ حضرت نہیں فرماتے تھے جب تقریر شروع ہوتی تھی تو معلوم ہوتا تھا کہ علم کا سمندر ہے جو بہہ رہا ہے جوش میں آرہا ہے جس کو تقریر کا اور تحریر کا ملکہ ہو

بہت کم لوگ گزرے ہیں۔ ہمارے پاکستان میں امام اہلسنت حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی جن میں تحریر و تقریر دونوں خوبیاں ان میں شامل تھیں اور ایسی تقریریں۔ بہت کم کرتے تھے حضرت مفتی علامہ حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار صاحب یہ تقریر کم کرتے تھے لیکن جب کرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ علم کے موتی ہیں جو بکھیر رہے ہیں۔ اس طرح سے حضرت غزالی تھے۔ بہت کم لوگ ہی جن میں تحریر اور تقریر دونوں ساتھ ہوں۔ تقریر وار تدریس اب جیسے محدث پاکستان حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحبؒ بڑے جلیل القدر محدث تھے۔ تدریس کے امام تھے اپنے وقت کے اور تقریر بھی لیکن تحریر میں کوئی خاص ایسی چیز نہیں ہے تصنیف کا وقت ان کو نہیں ملتا تھا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کے وقت میں کتنی برکت تھی کہ "العطایۃ النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" یہ بارہ جلدیں اور ہر جلد ۱۰۰۰ صفحوں پر مشتمل ہے اور اس طرح سے بے شمار کتابیں ہیں۔ سب سے بڑی خصوصیت جو اعلیٰ حضرت کی تھی جو میں نے اپنے وقت میں اپنے والد ماجد سے سنی اور کتابوں کے مطالعہ کے بعد میں نے مشاہدہ کیا، کہ انہوں نے جو لکھی لڑائی لڑی اپنے وقت میں اس پر غور فرمایئے گا کہ اپنے وقت میں انہوں نے جو لکھی لڑائی لڑی کسی شخص نے بھی ذرہ برابر حضور پر نورؐ کی شان میں گستاخی کی اعلیٰ حضرت نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ خواہ وہ کوئی بھی ہو کتنا ہی بڑا عالم ہو کسی شخص نے بھی مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انگلی اٹھائی اور ادھر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سبحان اللہ ان کی غیرت ایمانی جوش مارتی تھی اور اسی کے ساتھ ساتھ یعنی ایک طرف وہ مذہبی محاذ پر لڑ رہے تھے گستاخان رسول سے اور دوسری جانب وہ لوگ جو اس زمانے میں ہندوؤں کے ساتھ مل کر مسلم قومیت کی جڑیں کاٹتے ہوتے ہندوؤں کے ساتھ مل کر ہندوستان کی آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے ان کے خلاف بھی قلم اٹھایا اور المحجۃ المؤتمنہ اور اسی طرح سے جو لوگ ہندوؤں کے ساتھ مواضات کر رہے تھے دوستی اور محبت کے ذریعے سے اور کانگرس میں تھے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے متعلق عام طور پر لوگ یہ کہتے ہیں اور ہمارے بھی بزرگ۔ بہت سے سیدھے سادھے ہیں ہم کو بھی نصیحت کرتے ہیں کہ یہ سیاسی بکھیڑے ہیں چھوڑو لیکن اعلیٰ حضرت سب سے پہلے سیاسی آدمی تھے اب لوگ۔ بہرحال اس بات کو مانیں نہ مانیں لیکن یہ بات اپنی جگہ پر ہے کہ اعلیٰ حضرت

اس پر ڈٹ نہ جاتے تو قیام پاکستان کی راہ بڑی مشکل سے ہموار ہوتی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا کہ ہندوستان میں دو قومیں ہیں ایک قوم نہیں ہے یعنی قوم وطن سے نہیں بنتی۔ حسین احمد مدنی یہ کہتے تھے کہ قوم وطن سے بنتی ہے یعنی اگر تم ہندوستان میں ہو تمہارا وطن ہے تو وطنیت تمہاری ہندوستان ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے تھے کہ نہیں اگر قومیت وطن سے بنتی تو ابو جہل کی قومیت بھی مکی تھی اور حجازی تھی تو رسول اللہ کی بھی وہی ہوتی اور بلال حبشی کی بھی وہی ہوتی لیکن ایسا نہیں ہوا۔

حضور پر نورؐ کے صحابہ نے بلال حبشی کو تو سینے سے لگالیا اور جو عربی بولتا تھا مکے کا رہنے والا تھا اہل وطن تھا ایک ہی وطن کا تھا ایک زبان بولتا تھا ایک ہی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اس کو مسلمانوں نے مار دیا۔ قتل کر دیا بدر کے میدان میں تو معلوم یہ ہوا کہ مسلمان کی قومیت وطن سے، زبان سے نہیں بنتی۔ قومیت بنتی ہے غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ یہ امت جو ہے یہ امت واحدہ ہے پھر ایک مقام پر ارشاد فرمایا ومن احسن قول من من واہ الی اللہ و عمل صالحا و قال اننی من المسلمین۔ اور جس نے یہ کہا کہ میں مسلمان ہوں یعنی مسلم قومیت تو بات جو ہے وہ مسلم قومیت کی ہوتی ہے اسلام میں مسلم قومیت ہے کہ بھئی ہم مسلمان ہیں بس۔ امت مصطفیٰ ہے۔ وہاں ہندوؤں کے ساتھ مل کر ہندوؤں کو بلا کر منبروں پر بٹھایا جا رہا تھا۔ یہ ہندوستان میں ہوا ہے، آپ کتابیں پڑھئے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے جو فتاویٰ نکلے ہیں اس میں بھی پڑھیئے گا۔ بہت سی کتابیں ہیں جن میں یہ درج ہے۔ اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے اجل خلفاء میں سے ہیں حضرت مولانا سید سلمان اشرف صاحب" جو علی گڑھ یونیورسٹی کی صدر شعبہ اسلامیات، دینیات تھے۔ انہوں نے بھی اس سلسلے میں بعض کتابیں لکھیں۔ حضرت نے فرمایا نہیں بالکل نہیں مسلم قومیت، مسلمان ایک الگ قوم ہے۔ ہندو کے ساتھ مل کر آزادی نہیں لینی، ہمیں اپنا ایک الگ تشخص برقرار رکھتے ہوتے آزادی لینی ہوگی۔ یہی بات ۱۸۸۵ سے ۱۸۹۵ سے ۱۹۰۵ء سے ۱۹۲۱ء سے اعلیٰ حضرت فرماتے چلے آرہے تھے چنانچہ یہی بات علامہ اقبال نے بھی کہی اور یہی بات قائداعظم نے بھی کہی۔ تو سیاسی طور پر مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت، دینی اعتبار سے سب سے پہلے اس کی ابتداء فرمائی اور اس سلسلے میں جہاد شروع کیا اور آج الحمد للہ اسی مسلم قومیت کی

بنا۔ پر پاکستان وجود میں آگیا۔ تو اعلیٰ حضرتؒ نے فتویٰ دیا۔ کہ مسلمان ! جو مال وغیرہ جو سامان وغیرہ خریدنا ہے کوشش کرو ہندوؤں سے نہ لو مسلمانوں سے لو۔ یہ بات سیاسی ہے، دو قومی نظریہ سیاسی ہے اس کی بنیاد پر پاکستانی حکومت بن گئی اور کانگریس سے کسی قسم کا تعاون اعلیٰ حضرت نے نہیں فرمایا۔ اس زمانے میں ہندوستان میں دارالعلوم تھے دیوبند وغیرہ کے اور دوسرے لوگ تھے جو برابر تعاون کرتے تھے لیکن اعلیٰ حضرت نے کہا کہ نہیں، مسلمانوں کا اپنا تشخص برقرار رکھتے ہوئے یہ سارے کام کرنا ہوں گے۔ تو الحمد للہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی دعاؤں اور ان کے نظریات کی بدولت ہندوستان میں پھر آل انڈیا سنی کانفرنس قائم ہوئی اور اس کے بعد صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین محدث مراد آبادیؒ صاحب تفسیر خزائن العرفان اور محدث اعظم ہند مولانا محمد محدث کچھوچھوی، والد ماجد حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی مدنیؒ اور حضرت صدر الشریعۃ مولانا امجد علیؒ، یہ تمام اکابر علماء اور آپ کے یہاں لاہور شہر سے حضرت شیخ الحدیث و تفسیر حضرت سید ابوالبرکات سید ابوالحسنات صاحبؒ یہ تمام اکابرین جمع ہوئے سنی کانفرنس کی شکل میں اور کہا ہم، مطالبہ پاکستان کے لئے دل و جان سے ڈٹیں گے۔

اور یہ خطبہ استقبالیہ میں موجود ہے، اگر کسی وقت قائد اعظم نے بھی مطالبہ پاکستان سے دستبرداری کی تو ہم سنی پاکستان بنا کر رہیں گے یہ جذبہ تھا تو ایک سیاسی قوت سنیوں کی بننی بڑی ضروری ہے اب یہ سیاسی قوت کیسے بنے۔ اس کے لئے لوگ یہ کہتے ہیں کہ شاہ احمد نورانی تم کچھ کرو۔ یہ سوال میں پڑھ رہا تھا تو میں نے کہا کہ پڑھ لوں اسے اچھی طرح سے۔ تو یہ سوال میرے عزیز بھائی (محمد نعیم طاہر رضوی نے کیا اور یہ اس بات کا مظہر ہے کہ ان کے دل میں اس بات کا درد ہے تو انہوں نے یہ سوال کیا۔ بہرحال میں ایک مختصر سی بات عرض کرتا ہوں۔ ایک زمانہ تھا، اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں کچھ کرنے کے قابل نہیں رہا ایک زمانہ تھا کہ جب امام اہلسنت حضرت علامہ کاظمیؒ صاحب سرپرستی فرماتے تھے، اور فرماتے تھے کہ جمعیت علمائے پاکستان سنیوں کی سیاسی قیادت ہے ایک زمانہ تھا کہ شیخ طریقت حضرت مولانا حامد علی صاحبؒ سرپرستی فرماتے تھے۔ جمعیت علماء پاکستان کے مجلس عاملہ کے رکن، نائب صدر یہ سب

حضرات تھے فقیہ الاثر حضرت مولانا نور اللہ بصیر پوری صاحبؒ یہ تمام کے تمام اکابر علماء سرپرستی فرماتے تھے اب یہ سب علماء تو اٹھ گئے اب شاہ احمد نورانی اکیلے کیا کر سکتے ہیں وہ جو بزرگ تھے سرپرست تھے اور جو کہتے تھے کہ بھئی سنیوں کی قیادت کرو اور سنیوں سے کہتے تھے کہ جمعیت علماء پاکستان تمہاری قائد ہے سیاسی اعتبارت سے، وہ بزرگ سب اٹھ گئے اب جو لوگ آ گئے ہیں اور جس قسم کے لوگ آ گئے ہیں رامیٹیریل اب نہیں مل رہا۔ تو شاہ احمد نورانی کو افسوس یہ ہے کہ ان کے جو بزرگ تھے سرپرستی کرنے والے وہ چلے گئے اب تو دوسرے لوگ آ گئے ہیں تو ماشاء اللہ ان کے منہ میں زبانیں ہیں جو چاہتے ہیں کہہ دیتے ہیں میں بھی خاموشی سے سنتا رہتا ہوں اور سوچتا رہتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

راتے ونڈ میلاد مصطفیٰ کانفرنس میں ہم نے اور سنی کانفرنس ملتان میں ہم نے اہل سنت و جماعت کے اتحاد کی ایک مثالی کانفرنس ان بزرگوں کی سرپرستی میں کی تھی بعد میں یہ ہوا کہ یہ بزرگ سب اٹھتے جا رہے تھے اور جو رہ گئے تھے ہمارے ساتھی وہ ضیاء الحق کے ساتھ جا رہے تھے اب بتایئے شاہ احمد نورانی کیا کریں اب شاہ احمد نورانی یا تو خود ضیاء الحق کے ساتھ چلے جاتے تو میں تو گیا نہیں میرے ضمیر نے گوارا نہیں کیا اور نہ اس کے بعد گوارا کیا نہ اب گوارا کیا تو میں اپنی کھال میں مست ہوں۔ جو لوگ وہاں گئے تھے ضیاء الحق کے ساتھ اور پھر اس کے بعد بھی حکومتوں میں رہے اور گئے تو ان سے پوچھنا چاہیئے کہ تم نے کیا کیا۔ میں نے جو الحمد للہ کیا تھا وہ آپ کے سامنے ہے کھلی کتاب ہے میں نے آج تک جو بھی خدمت کی اہلسنت و جماعت کی وہ حاضر ہے لیکن آپ بھی اس پر غور کریں کہ کون لوگ تھے جو سنیوں کے اتحاد کو چھوڑ کر سنیوں کے ٹکڑے کرنے والوں کے پاس گئے یہ تو آپ کو سوچنا چاہیئے کہ انہوں نے اہل سنت کے اتحاد کو نقصان پہنچایا میں میدان چھوڑ کر نہیں گیا میں تو اپنے آپ کے متعلق یہ سمجھتا ہوں کہ میرا کام تو اذان دینا ہے اور میں اذان دیتا رہتا ہوں اور پھر کوئی آتا ہے آؤ نہیں آتا نہ آؤ میں تو قیامت کے دن کہہ دوں گا کہ صاحب میں نے تو اذان دی تھی نہیں آتے۔ مشائخ کرام ہیں کہ ایک زمانے میں ان میں جوش آیا جذبہ آیا لیکن اب بہت سے مشائخ کرام سمجھتے ہیں کہ ہمیں اب اللہ اللہ کرنی چاہیئے حالانکہ یہ

بات تو امام حسین ؓ بھی سوچ سکتے تھے کہ مجھے اللہ اللہ مدینے میں کرنی چاہئے۔ مدینے سے۔ بہتر بھی کہیں اللہ اللہ ہو سکتی ہے لیکن انہوں نے اللہ اللہ میدان کربلا میں ادا کی۔

"نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری"

اب تو وہ بات ہی نہیں رہی۔

بہر حال مایوس ہونے کی بات نہیں ہے، میں اپنے عزیز نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ ہم اپنا کام کر رہے ہیں آپ تعاون کیجئے اور انشاء اللہ العزیز وقت آئے گا کہ اہل سنت منظم ہوں گے متحد ہوں گے اور اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت فاضل بریلوی کا جو مشن ہے وہ جاری رہے گا۔ ایک غلط فہمی آپ کی اسے دور کر دوں اخبارات اس کے شاہد اور گواہ ہیں ملتے ہم سب سے رہے اب اس کو آپ غلطی سمجھیں جو چاہیں سمجھ لیں لیکن ملتے رہے سب سے اس لئے کہ عادت ہے باہر بھی جب جاتے ہیں سب سے ملتے ہیں۔

"آدمی آدمی سے ملتا ہے
علم مگر کم کسی سے ملتا ہے"

اب ہم اپنے مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے سب سے ملتے ہیں اب اگر جیسا کہ حضرت، عزیز محترم اور میرے رفیق محترم علامہ صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی صاحب نے فرمایا کہ کہاں ہے وہ ۸۵ فیصد، کوئی پیپلز پارٹی میں چلا جاتا ہے کوئی مسلم لیگ میں چلا جاتا ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ اکثر خانقاہوں کے سجادہ نشین یا پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں یا مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ یہ ہمارا ساتھ کیوں نہیں دیتے۔ یہاں کچھ ہے ہی نہیں، نہ چمک ہے نہ دمک ہے، نہ زکوٰۃ ہے نہ عشر ہے اور نہ اوقاف ہے، کچھ بھی نہیں ہے لیکن بہت کچھ ہے۔ حضور پرنور سید العالمین محمد رسول اللہ کا وسیلہ ہے اور ہم برابر اپنی منزل کی طرف گامزن ہیں کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہے ہم اپنا کام برابر کر رہے ہیں۔ ہم سنیوں سے مایوس نہیں ہوتے پھر لائیں گے ان کو اکٹھا کر کے۔ ضیاء الحق نے منتشر کیا، ضیاء الحق کی معنوی اولاد نے منتشر کیا ان کو۔ انشاء اللہ پھر اکٹھا کریں گے ان کو، ہم اپنے مشن سے نہیں ہٹے۔ ہم نے نظام مصطفیٰ کی جدوجہد کو چار ایکڑ زمین پر نہیں بیچا، سینٹ کی سیٹ پر نہیں بیچا، وزارت امور مذہبی پر قربان نہیں کیا ہم نے اپنی جدوجہد کو قربان

نہیں کیا اور آپ کو معلوم ہے کہ جس زمانے میں ۱۹۷۱ء سے لے کر ۷۷ تک ہم قومی اسمبلی کے اندر تھے بھٹو صاحب سے جو لڑائی ہوتی تھی قومی اسمبلی کے اندر اس وقت ہماری بھی قیمت بہت زیادہ تھی لیکن ہم نے اپنی جدو جہد کی قیمت دربار مصطفیٰ سے وصول کی۔ بھٹو صاحب سے نہیں لی اور کسی بھی سرمایہ دار سے نہیں لی اور الحمد للہ وہ مشن ہمارا جاری ہے آپ دعا فرمایئے میں اپنے عزیز نوجوانوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان سے عرض کرتا ہوں کہ آپ ہمارے لئے دعا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت عطا فرمائے۔

حجاز کانفرنس کے سلسلے میں کیا عرض کروں ہم نے حجاز کانفرنس منعقد کی پہلی مرتبہ یہ سوچا کہ سعودی نجدی تو مانتے نہیں ہیں ویسے تو حجاز کانفرنس لندن میں ہم نے منعقد کی اور اس میں تمام علماء کو ہندوستان سے پاکستان سے عرب سے مختلف لوگوں کو بلایا کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پر سے پابندی اٹھاؤ۔ اس کا بڑا چرچا ہوا، تو سعودی عرب کے حکمران جو تھے وہ گھبرا گئے اور ہم نے اس سلسلے میں عالمی سطح پر احتجاج کیا کہ کنزالایمان کے ترجمہ پر سے پابندی اٹھاؤ اور اس کے داخلے پر پابندی مت لگاؤ۔ بحثیں بھی ہوئیں چنانچہ یہ طے ہوا کہ پاکستان میں سعودی عرب کے شاہ فہد بن عبدالعزیز موجود ہیں لندن میں ورلڈ اسلامک مشن کا ڈیلیگیشن (وفد) ان سے ملا اور ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ آپ کے علماء کو جو بھی اعتراض کنزالایمان پر ہے اس کے سلسلے میں ہم بحث کرنے کو تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کتنے علماء آپ کے آئیں گے ہم نے کہا جتنے آپ کہیں۔ کم سے کم پانچ ہوں گے انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ ہمارے بھی پانچ علماء ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ آنے جانے کا کرایہ بھی ہم دیں گے۔ آپ صرف بحث کا وقت مقرر کر دیجئے یہ ۱۹۸۷ء کی بات ہے چنانچہ پاکستان میں ہم نے پانچ علماء تلاش کئے جو عربی میں بات کر سکیں۔ آپ کو حیرت ہوگی یہ سن کر کہ انہوں نے آج تک وقت نہیں دیا بالکل سناٹا چھا گیا ہم نے متعدد بار ان کو یاد دہانی کرائی کہ آپ نے بادشاہ کی حیثیت سے، خادم الحرمین کی حیثیت سے آپ نے وعدہ کیا تھا اور آپ نے اپنے علماء کو نہیں بلایا ہمارے علماء بحث کے لئے تیار تھے تو ترجمہ اعلیٰ حضرت کی برتری اپنے مقام پر ثابت ہے۔ اب اس کے نتیجے میں وہ بہت زیادہ ناراض ہیں اور ترجمہ قرآن پر بھی بہرحال پابندی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ ہوا کہ ہم نے ان سے یہ کہا کہ اعلیٰ حضرت نے جو باتیں تحریر فرمائی ہیں ایسی ہی

بعض باتیں فلاں فلاں لوگوں نے بھی لکھی ہیں۔ بزرگوں نے پہلے والوں میں وہ ان کو بھی بزرگ مانتے تھے ان کی کتابوں پر بھی پابندی لگ گئی۔ تو یہ لوگ کہنے لگے کہ تمہارا ترجمہ بند ہوا تھا تم نے ہماری کتابوں پر بھی پابندی لگوادی۔ اور بڑی حیرت کی بات یہ ہے کہ کسی زمانے میں "ابن کثیر" جو ان کے اپنے آدمی ہیں ان پر بھی انہوں نے ایک مرتبہ پابندی لگادی لیکن بعد میں اٹھالی۔ بہرحال اس طرح سے یہ ہوتا رہتا ہے۔ ہماری کوشش اور جدوجہد جاری ہے آپ بھی دعا فرمایئے۔

میں عزیز نوجوانوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں

وآخر الدعوانا عن الحمد للہ رب العالمین۔

یا قطب، یا غوث اعظم، یا ولی، روشن ضمیر
بندہ، ام تابندام جز تو ندارم دستگیر
بردر درگاہ والا سائلم یا آفتاب
خاطر ناشاد راکن شاد، یا پیران پیر

(حضرت خواجہ گیسو دراز چشتی رحمتہ اللہ علیہ

حسرت کوئی مدد نہ کرے کیا مذائقہ
کافی ہیں غوث الاعظم جیلاں میرے لیے

(مولانا حسرت موہانی رحمتہ اللہ علیہ

پیران پیر کے مرید کی شان

پروفیسر فیاض احمد خان کاوش

چیئرمین شعبۂ اردو

گورنمنٹ کالج میرپور خاص سندھ

غوث الاعظم بمن بے سرو ساماں مددے
قبلۂ دیں مددے ، کعبۂ ایماں مددے

عارف کامل شیخ علی ہیتی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے
"میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا کہ جس پر غوث الاعظم کی نظر کرم ہو اور اسے خرقہ ملا ہو تو برکات عالیہ کا اس پر ہجوم نہ ہو گیا ہو۔
خود سیدنا غوث الاعظم نے فرمایا
"مجھے اپنے پروردگار کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ اپنے مرید پر ہے میں اپنے مرید پر اس طرح چھایا ہوا ہوں جس طرح زمین و آسماں کا سایہ ہے مجھے اپنے پروردگار کی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میرا قدم اس وقت تک جنت کو نہیں اٹھے گا جب تک کہ میں سارے مریدوں کو جنت میں داخل نہ کرا لوں۔

محشر میں میرا دامن اب چھوڑتے نہیں ہیں
اللہ یہ وہی ہیں جنکو ترس گیا ہوں

شیخ ابوالقاسم عمر بزاز رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت غوث الاعظم سے معلوم کیا کہ :

"اگر کوئی شخص آپ کا ذکر زبان پر لائے، لیکن اسے نہ تو آپ سے بیعت نصیب ہوئی ہو، نہ خرقہ ملا ہو، نہ خلافت عطا ہوئی ہو، تو کیا وہ بھی اس زمرہ میں آئے گا؟"

تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

"جو شخص صرف میرے نام سے نسبت رکھے گا یا مجھ سے دل میں حسن اعتقاد رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا خواہ وہ مجھ سے کتنی ہی دور کیوں نہ ہو، اپنے پروردگار کی قسم! مجھ سے اللہ پاک نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میرے دوستوں، محبت کرنے والوں، نام پکارنے والوں اور حسن اعتقاد رکھنے والوں کو جنت میں داخل کرے گا

میں قادری ہوں شکر ہے رب قدیر کا
دامن ہے میرے ہاتھ میں پیران پیر کا

فخر المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ "اخبار الاخیار" شریف میں فرماتے ہیں۔

"حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قیامت تک میرے مریدوں سے جو گھوڑے پر سوار ہو اور پھسل پڑے، میں اس کی مدد کرتا ہوں اور فرمایا کہ ہر زمانہ میں میرا ایک زبردست مرید ہوتا ہے کہ اس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا، ہر لشکر میں میرا ایک سلطان ہے کہ اس کی مخالفت نہیں کی جاسکتی اور ہر مرتبہ میں میرا ایک خلیفہ ہے جو معزول نہیں کیا جاسکتا اور فرمایا جس وقت بھی تم اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگو تو میرے وسیلے سے مانگو تاکہ تمہاری حاجت پوری ہو جائے جو شخص کسی مصیبت میں مجھ سے امداد طلب کرے اس کی مصیبت دور کی جاتی ہے۔

ملفوظات سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

سید نورالحسنین قادری گیلانی

" حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے سالکین راہ طریقت کو رہنمائی وہدایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اگر تو دنیا و آخرت کی بادشاہت چاہتا ہے تو سب کچھ خدا کے سپرد کردے تو اپنے نفس کا اور دوسروں کا حکم و سردار بن جائے گا میں تجھے نصیحت کرتا ہوں میری نصیحت مان میں تجھ سے سچ کہتا ہوں، مجھے سچا سمجھ اگر تو جھوٹ بولے گا اور جھٹلائے گا تو تجھ سے بھی جھوٹ بولا جائے گا اور تو جھٹلایا جائے گا اگر سچ بولے گا اور سچا سمجھے گا تو تجھ سے سچ کہا جائے گا اور تیری تصدیق کی جائے گی جیسا کرے گا ویسا بھرے گا اپنے دینی مرض کی دوا مجھ سے لے لے۔ اور استعمال کر شفا پائے گا اگلے بزرگ مشرق و مغرب میں ایسے لوگوں کی جستجو کرتے تھے جو دلوں اور دین کے طبیب ہوتے اور جب ان میں کوئی ہاتھ آجاتا تو اس سے اپنے دین کی دوا لیتے تھے اور آج تمہارا یہ حال ہے کہ سب سے زیادہ کینہ ان فقیہوں، عالموں اور اولیاء سے ہے جو ادب اور علم سکھاتے ہیں تو یقیناً دوا تمہارا ہاتھ نہ آئے گی میرا علم اور میری طبابت تمہارے کس کام آسکتی ہے میں ہر روز تمہارے لئے بنیاد قائم کرتا ہوں اور تم ڈھا دیتے ہو میں دوا تجویز کرتا ہوں تم استعمال نہیں کرتے میں تم سے کہتا ہوں کہ اس لقمہ میں زہر ہے نہ کھاؤ یہ کھاؤ اس میں دوا ہے لیکن تم میری مخالفت کر کے وہی کھا لیتے ہو جس میں زہر ہوتا ہے اس کا اثر عنقریب تمہارے دین و ایمان کے بدن میں ظاہر ہوگا میں تم کو نصیحت کرتا ہوں تمہاری تلوار سے نہیں ڈرتا، نہ تمہارے مال و زر کا طالب ہوں جس کو اللہ کی معیت حاصل ہو جاتی ہے وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتا جنات، انسان، کیڑوں مکوڑوں، درندوں، سانپ، بچھو زہریلے جانوروں یہاں تک کہ کسی مخلوق سے نہیں ڈرتا"

تحقیر مشائخ کی ممانعت

علم پر عمل کرنے والے مشائخ کی تحقیر نہ کرو تم اللہ تعالیٰ. اس کے رسولوں اور اس کے بندوں میں ان نیکو کاروں سے واقف نہیں ہو جو اس کے پاس اس کے افعال پر راضی ہیں پوری سلامتی قضاو قدر پر راضی ہونے ، امیدوں کو کم کرنے اور دنیا کی رغبت ہونے میں ہے پس جب تم اپنے نفوس میں کمزوری محسوس کرو (یعنی دنیا کی رغبت کم نہ ہو سکے) ، تو موت کو یاد رکھو اور امیدیں کم کرو. جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ جل شانہ سے حدیث قدسی بیان فرمائی ہے " میرا تقرب چاہنے والوں نے فرائض ادا کرنے سے زیادہ کسی چیز سے بھی میرا قرب نہیں پایا اور بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا مقرب بنتا رہتا ہے ، یہاں تک کہ میں اس کی سماعت و بصارت اور ہاتھ اور مددگار بن جاتا ہوں کہ مجھ ہی سے سنتا ہے مجھ ہی سے دیکھتا ہے اور مجھ ہی سے تھامتا ہے " اپنے تمام افعال کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے اور اس کی وجہ سے اپنے زور اور قوت ، اپنے نفس اور دوسروں کی طرف دیکھنے سے باز آجاتا ہے اس کی حرکات ، قوت و طاقت اللہ تعالیٰ ہی سے ہوتی ہیں ، اپنے نفس یا مخلوق سے نہیں وہ اپنے نفس اور دنیا و آخرت سے کنارہ کش ہو کر سراپا اطاعت بن جاتا ہے اس لئے یقیناً مقرب بارگاہ بنتا ہے اس کی اطاعت ہی اس کو اللہ کا محبوب بناتی ہے طاعت سے محبت و قرب حاصل ہوتا ہے اور معصیت سے بغض اور دوری حاصل ہوتی ہے اطاعت سے محبت اور گناہ سے وحشت پیدا ہوا کرتی ہے اس لئے کہ جو برا کرے گا ، اسے وحشت ہوگی شریعت کی پیروی سے بھلائی اور اس کی مخالفت سے برائی حاصل ہوتی ہے تمام حالتوں میں شریعت جس کی رفیق نہ ہو ، تباہ ہونے والوں کے ساتھ ایک ہلاک ہونے والا وہ بھی ہو گا۔

سعی و عمل

سعی و عمل کر لیکن عمل پر بھروسہ نہ کر عمل نہ کرنے والا (یعنی بغیر عمل کئے نجات کا طالب محض

حریص اور عمل پر بھروسہ کرنے والا خود پسند اور مغرور ہے ۔ (مخلوق میں تین قسم کے لوگ ہیں) ایک گروہ دنیا و آخرت کے درمیان قائم ہے اور ایک گروہ جنت اور دوزخ کے درمیان قائم ہے اور ایک گروہ مخلوق و خالق کے درمیان قائم ہے اگر تو زاہد ہے تو دنیا و آخرت کے درمیان قائم ہے (کہ آخرت کا خواہاں اور دنیا سے دل برداشتہ ہے) اور اگر تو خائف ہے تو مخلوق اور خالق کے درمیان قائم ہے (کبھی مخلوق کی طرف دیکھتا ہے کبھی خالق کی جانب) لوگوں کو تبلیغ کرتا اور آخرت کے احوال، حساب کتاب اور جو کچھ وہاں پیش آنیوالا ہے سب کو بتاتا ہے بلکہ جو کچھ (انوار الٰہی) کا نظارہ دیکھ چکا ہے، اس کی خبر دیتا ہے خبر مشاہدہ کے برابر نہیں ہوتی یہ لوگ حق تعالیٰ کی ملاقات کے منتظر اور اپنے تمام اوقات میں اسی کے متمنی رہتے ہیں موت سے نہیں ڈرتے کیونکہ وہ محبوب کی ملاقات کا ذریعہ ہے (مخلوق سے) جدائی اختیار کر اس سے پہلے کہ مفارقت کی گھڑی آجائے (سب کو) رخصت کر دے اس سے پیشتر کہ خود رخصت ہو اس سے پہلے کو بیوی بچے اور تمام لوگ تجھ کو چھوڑ دیں تو ان کو چھوڑ دیں جب تو قبر میں جائے گا تو یہ سب تیرے بالکل کام نہ آئیں گے نفس کی خواہش کے ساتھ مباح چیز کھانے سے توبہ کر۔

دین کا لباس

لوگو! تمام حالتوں میں تقویٰ اختیار کرو کہ تقویٰ دین کا لباس ہے اپنے دین کا لباس مجھ سے مانگو میری پیروی کرو کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہوں میں کھانے پینے، نکاح کرنے اور آپ کے تمام معاملات اور ان چیزوں میں جن کی طرف آپ اشارہ فرماتے تھے آپ کا پیرو ہوں میں ہمیشہ اسی طرح (تم کو نصیحت کرتا) رہوں گا یہاں تک کہ میری ذات سے اللہ کا مقصود پورا ہو جاتے میں اسی طرح رہوں گا اور اللہ کا شکر ہے مجھے کوئی فکر نہیں نہ تیری مدح سرائی کی فکر ہے نہ ہجو گوئی کی، نہ تیری داد و دہش کی نہ کنجوسی کی، نہ تیری بھلائی کی نہ تیری برائی کی، نہ تیری توجہ کرنے کی نہ بے توجہی کی تو نادان ہے اور نادان کی پروا نہیں کی جاتی جب تو نیکو کاری اختیار کرے اور اللہ کی عبادت بھی کرے تو

تیری عبادت تیرے منہ پر مار دی جائے گی کیونکہ اس میں جہالت کی امیزش ہے اور جہالت سر تا سر خرابی ہے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جس نے جہالت کیساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، اس نے اصلاح سے زیادہ اپنے کو بگاڑا۔

ذریعہ نجات

کتاب و سنت کی اتباع کے بغیر تجھے فلاح نصیب نہ ہوگی بعض بزرگوں نے کہا ہے "جس کا کوئی پیر نہیں، اس کا پیر شیطان ہوتا ہے" جو مشائخ کتاب و سنت کے عالم اور ان پر عامل ہیں، ان کی پیروی کر اور ان سے حسن ظن رکھ ان سے علم سیکھ، ان کا ادب کر اور ان کے سامنے اچھی طرح اٹھ بیٹھ یقیناً تجھے فلاح ملے گی اگر تو نے کتاب و سنت کی پیروی نہ کی اور نہ ہی کتاب و سنت جانتے والے مشائخ کا اتباع کیا تو تجھے کبھی فلاح نہ ملے گی کیا تو نے سنا نہیں کہ جس نے اپنی رائے پر گھمنڈ کیا، وہ گمراہ ہوا جو تجھ سے زیادہ واقف ہے، اس کی صحبت میں رہ کر اپنے نفس کو شائستہ بنا پہلے اپنے نفس کی اصلاح کر پھر دوسروں کی طرف متوجہ ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "پہلے اپنے نفس کو فکر کر پھر اہل و عیال کی" اور فرمایا "صدقہ دینا بے موقع ہے جب کہ رشتہ دار محتاج ہو" (یعنی ایسی صورت میں صدقہ دینا یا خیرات کرنا داخل ثواب نہیں)۔

غوث اعظم، دلیل راہ یقین — بالیقیں رہبرا کابر دیں

اوست در جملہ اولیاء ممتاز — چوں پیمبر در انبیاء ممتاز

در دو عالم بادست امیدم — ہست بادا امید جاویدم

(حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شاہ ابو المعالی قادری رحمتہ اللہ علیہ

نیک محمد قادری

آپ کا اصل نام شاہ خیر الدین محمد تھا۔ اور کنیت ابو المعالی۔ آپ زبدۃ العارفین اور صاحب خوارق و کرامات بزرگ ہیں۔

والد ماجد:۔ آپ کے والد ماجد کا تعلق سادات کرمان سے تھا۔ اور اپنے دور کے ولی کامل تھے۔ ان کا نام سید رحمت اللہ کرمانی تھا۔ جو تین بھائی تھے ایک سید رحمت اللہ دوسرے شیخ داؤد بندگی جن کا مزار شیر گڑھ ضلع ساہیوال میں ہے۔ اور تیسرے سید جلال الدین جن کا مزار کوھستاں سید جلال علاقہ سندھ میں واقع ہے۔ (۱)

ولادت:۔ آپ کی ولادت باسعادت شیر گڑھ میں ۱۰۔ ذوالحجہ ۹۶۰ھ کو واقع ہوئی۔ (۲)

تعلیم و تربیت:۔ آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے والد کے سایہ عاطفت میں ہوئی۔ اپنے والد سے علوم ظاہری حاصل کرنے کے بعد آپ علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کو اویسی طریقے پر حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے عشق پیدا ہوا چنانچہ شہر کو چھوڑ کر جنگل کی راہ لی۔

آپ کئی سال جنگلوں میں پھرتے رہے۔ آپ ۹۸۰ھ میں دہلی پہنچے۔ ایک روز آپ کی ملاقات ایک مجذوب سے ہوئی۔ مجذوب نے آپ کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ "آج لوگ سلوک طریقت و حصول دولت کے واسطے بابا شیخ داؤد کے در پر جاتے ہیں۔ اور یہ ایسی نعمت کو گھر میں چھوڑ کر باہر جاتے ہیں" (۳)

بیعت و خلافت:۔ یہ اشارہ پا کر آپ دہلی سے شیر گڑھ روانہ ہوئے۔ شیر گڑھ پہنچ کر آپ حضرت شیخ داؤد کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے حضرت شیخ داؤد کے دست حق پر بیعت کی اور حضرت شیخ داؤد کی زیر نگرانی تیس سال تک مسلسل ریاضت و عبادت میں مشغول رہ کر منازل سلوک طے کئے۔ حضرت شیخ داؤد نے آپ کو سلسلہ قادریہ میں خلافت عطا فرمائی۔ (۴)

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا دیدار۔ آپ کو حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدار کا بے حد شوق تھا۔ اور اسی شوق نے آپ کو بہت بے چین کر رکھا تھا۔ آپ کے پیر و مرشد کو بذریعہ کشف آپ کی حالت کی اطلاع ہوئی۔ آپ کو تسلی دیتے ہوئے حضرت شیخ داؤد نے فرمایا۔

"معالی ! امروز یا فردا ترا بجانب جناب مقدس معلی حاضری می کنم۔ منتظر ساعد و وقت باش"۔

"آج یا کل میں تجھ کو مقدس معلی کی جانب حاضر کرتا ہوں۔ اس گھڑی کا انتظار کرو۔ ایک رات جبکہ آپ نیم خوابی کے عالم میں تھے۔ آپ نے دیکھا کہ آپ کے پیر و مرشد تشریف لاتے ہیں۔ وہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل میں حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے سیدھے جانب (دائیں طرف) ابو المعالی عراقی بیٹھے ہوتے ہیں۔ آپ کے پیر و مرشد وہاں پہنچ کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بائیں طرف بیٹھ جاتے ہیں۔

آپ کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ کیا ابو المعالی عراقی جو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے سیدھی طرف بیٹھے ہیں۔ آپ کے پیر و مرشد سے رتبے میں زیادہ ہیں آپ کے دل میں اس خطرے کا آنا تھا کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی طرف دیکھا اور فرمایا"۔

ترجمہ۔ اے ابوالمعالی ! تیرا شیخ میرا دل ہے اور دل بجانب چپ (بائیں طرف) ہی ہوتا ہے"۔

(۵)

لاہور میں قیام۔ مرشد کی صحبت میں رہ کر جب کمال حاصل کر چکے تو مرشد ارشد نے خرقہ خلافت عطا کر کے لاہور کی طرف رخصت فرمایا۔ راستے میں آپ نے جہاں جہاں قیام کیا وہاں کنوئیں تالاب اور باغیچے تعمیر فرماتے۔ چنانچہ شیر گڑھ سے لاہور تک چند جگہ پر عمارتیں شاہ ابو المعالی کے جھوک سے مشہور ہیں۔ (۶)

جب آپ لاہور وارد ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو لاہور میں بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ ایک خلق کثیر آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر ہدایت سے بہرہ ور ہوئی۔ آپ حضور غوث الاعظم کے اویسی

تھے۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت ہے کہ جو شخص آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوتا تھا۔ اسی روز رات کو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدار سے مشرف ہوتا تھا۔ (۷)

آپ کو حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بے حد عقیدت تھی۔ آپ کو اپنے پیرو مرشد سے والہانہ عشق تھا۔ اور اپنے پیر و مرشد کی عنایات و الطاف و کرم کا اس طرح اعتراف کرتے ہیں۔

بہ تخت فقر بنیشنم چو حاصل گشت مقصودم
سلیمانی کنم کز جان غلام شیخ داؤدم۔ (۸)

شعر و شاعری:۔ شاعری میں شاہ ابو المعالی بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ یہاں پر تبرکاً آپ کے چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں جن سے آپ کی رفعت فکر، شاعرانہ بلندی، ندرت بیان اور اپنے شیخ سے غیر معمولی عقیدت و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

مستم از جام محبت ہمہ والہ و مست
ایں و آں راچہ شناسم من داؤد پرست
یارب نظرے زعیں مقصودم بخش
آزادگی نہ بود و نا بودم بخش
ہر چند نیم درخور ایں دولت خاص
یک ذرہ ز عشق شیخ داؤدم بخش (۹)

وصال:۔ حضرت شاہ ابو المعالی نے ۱۶ ربیع الاول ۱۰۲۴ھ کو لاہور میں وصال فرمایا۔ روضہ مطہرہ لاہور کے موتی دروازہ (المشہور موچی دروازہ) کے باہر ہے۔ آپ کے عرس پر بڑا میلہ لگتا ہے۔ اسی طرح عید پر بھی خلقت بڑی خوشی اور مسرت سے شریک ہوتی ہے۔ (۱۰)

تصانیف:۔ آپ صاحب تصنیف تھے۔ تحفہ قادریہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے

مناقب میں آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ حلیہ مبارک رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ایک دیوان اشعار بھی آپ کی قابل قدر تصانیف ہیں۔ (۱۱)

کرامات:- ایک مرتبہ حضرت ملا شاہ بدخشی اور حضرت ملا نعمت اللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ تشریف فرما تھے۔ کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور تسبیح آپ کے نظر کی۔ حضرت ملا شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے دل سے خیال آیا کہ اگر حضرت شیخ صاحب کرامات ہیں" تو یہ تسبیح مجھے عطا فرمادیں۔ حضرت شیخ کو ملا شاہ کی یہ خواہش بذریعہ کشف معلوم ہوتی۔ ملا شاہ صاحب فرماتے ہیں جب ہم رخصت ہونے لگے۔ تو حضرت شیخ نے مجھے بلایا اور وہ تسبیح مجھے عطا فرمائی۔ اور تاکید فرمائی کہ ہر روز سو بار صلوٰۃ (درود) پڑھا کریں۔ (۱۲)

ملا نعمت اللہ کو ایک دن یہ خیال آیا کہ ان کو جو اعتقاد اور محبت حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ اس کی خبر حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو بھی ہوگی یا نہیں۔

اسی رات کو ملا نعمت اللہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ کسی کام میں درماندہ ہیں اور ننگے سر ہیں۔

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لاتے اور سفید دستار ان کو مرحمت فرمائی اور ان سے فرمایا کہ

"ملا نعمت! ہم ایسی جگہ (حالت میں) تمہارے حال سے خبردار ہیں"۔

دوسرے دن حضرت شاہ ابوالمعالی نے ملا نعمت اللہ کو بلایا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ نے ان کو سفید دستار عطا کی۔ اور فرمایا یہ وہی دستار ہے۔ جو رات کو حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجھے دی ہے۔ (۱۳)

حواشی

1 گلزار صوفیا۔ از علامہ عالم فقری۔ ناشر! شبیر برادرز اردو بازار لاہور ص ۱۹۷

2 ایضاً گلزار صوفیا۔ ص ۱۹۷

3 تذکرہ اولیائے پاک و ہند از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب۔ ناشر! الفیصل ناشران و تاجرات کتب اردو بازار لاہور ص ۲۶۷

4 بزرگان لاہور از پیر غلام دستگیر نامی۔ ناشر! نوری بک ڈپو داتا دربار لاہور ص ۴۶

5 ایضاً تذکرہ اولیائے پاک و ہند ص ۲۶۸

6 ایضاً بزرگان لاہور ص ۴۶

7 خزینۃ الاصفیاء۔ از مفتی غلام سرور لاہوری ترجمہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی۔ ناشر۔ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ص ۲۲۹

8 ایضاً تذکرہ اولیائے پاک و ہند ص ۲۶۹

9 ایضاً گلزار صوفیا۔ ص ۲۰۳

10 سفینۃ الاولیاء۔ از شہزادہ محمد دارالشکوہ قادری۔ ناشر۔ نفیس اکیڈمی اردو بازار، کراچی ص ۲۴۵

11 ایضاً خزینۃ الاصفیاء۔ ص ۲۳۰

12 ایضاً سفینۃ الاولیاء۔ ص ۲۴۵

13 ایضاً تذکرہ اولیائے پاک و ہند ص ۲۷۰

گزشتہ سے پیوستہ

انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

مدیر اعلیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

امرت بسد ھذہ الابواب الا باب علی

اُس حدیث شریف میں اس بات کا ذکر ہے کہ جن گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے ہیں ان سب کو بند کردو صرف ایک جناب سیدنا و مولٰنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ کھلا رہنے دو۔

حدیث ۳۸ / ۱:- انبانا محمد بن بشار بندار البصری (۱) قال حدثنا محمد بن جعفر (۲) قال حدثنا عوف (۳) عن میمون (۴) ابی عبداللہ عن (۵) زید بن ارقم قال کان لنفر من اصحب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابواب شارعۃ فی المسجد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدو ھذہ الابواب الا باب علی فتکلم فی ذالک اناس فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ثم قال اما بعد فانی امرت بسد ھذہ الابواب غیر باب علی فقال فیہ قائلکم واللہ ماسددتہ ولا فتحتہ ولکن امرت بشئی فاتبعتہ۔

ترجمہ:- زید بن ارقم سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے جس سے وہ آتے جاتے تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سوائے (جناب) علی کے گھر کے دروازے کے، باقی سب گھروں کے دروازے بند کردو۔ لوگوں نے اس معاملہ میں باتیں کیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوتے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی پھر فرمایا۔ اما بعد مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سوائے علی کے دروازہ کے باقی سب دروازے بند کردیئے جائیں۔ سو، تم میں سے کسی نے اس معاملہ میں کلام کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ نہ تو میں نے از خود انہیں بند کیا ہے اور نہ اسے کھولا ہے لیکن مجھے ایک کام کا حکم ملا ہے تو میں نے اس کو پورا کیا ہے۔

حل لغت:- ابواب۔ دروازے۔ اس کا واحد باب ہے۔ شارع۔ عام راستہ۔ سڑک، چلتے ہوتے راستہ پر آنا جانا۔ اس کی جمع شوارع ہے۔ سدو۔ بند کردو۔

تشریح:- ارشاد ہے۔ "بعض صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے گھروں کے دروازے مسجد نبویؐ میں کھلتے تھے۔ جس سے وہ آتے جاتے تھے"۔ یعنی ان کا آنا جانا انہیں دروازوں سے تھا۔ گویا مسجد نبویؐ ان کی گذر گاہ تھی۔ ان مکانات کے دروازے مسجد نبویؐ کی تعمیر سے پہلے اسی طرف تھے اور اب خداوند بزرگ و برتر کے گھر کے احترام اور پاکیزگی کو ملحوظ رکھتے ہوتے اس گذر گاہ کو مسدود کرنا پڑا۔ ارشاد ہے۔ "سوائے (جناب) علی کے گھر کے دروازہ کے باقی سب گھروں کے دروازے بند کردو۔" یعنی جن گھروں کے دروازے مسجد نبویؐ میں ہیں سب کے سب بند کردو۔ ہاں! ایک حضرت علی المرتضیٰ کرم

اللہ وجہہ الکریم کے گھر کا دروازہ مسجد نبوئ شریف میں کھلا رہنے دو۔ ارشاد ہے۔ "لوگوں نے اس معاملہ میں باتیں کیں" یعنی لوگوں نے کچھ گڑبڑ کی کہ جب تمام دروازے بند کئے جا رہے ہیں تو حضرت علی کے گھر کا دروازہ بھی بند کرنا چاہیئے۔ یا سب کے سب کھلے رہنے چاہیئیں۔ ارشاد ہے۔ "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سوائے علی کے دروازہ کے باقی سب دروازے بند کر دو۔" یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ملا ہے کہ میں از خود تو یہ باقی دروازے بند کرنے کا حکم نہیں دے رہا ہوں۔ لہذا مجھے جو حکم ملا ہے اس کی اتباع کرو اور کسی قسم کی گڑبڑ نہ کرو اور نہ ہی اس بات پر اعتراض کرو کہ (جناب) علی (المرتضیٰ) کا دروازہ کیوں کھلا رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی طرح کا حکم ملا ہے۔

مولانا مولوی ابوالحسن صاحب مناقب مرتضوی شرح خصائص ۳۰ پر لکھتے ہیں۔

"اور نہیں اشکال آتا اس حدیث سے اس حدیث پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا۔ سب دروازوں کے بند کرنے کا سوائے دروازے ابی بکر رضی اللہ عنہ کے، اس لئے کہ اس میں تصریح ہے اس کی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دروازوں کے بند کرنے کا اپنی مرض الموت کی حالت میں اور اس میں یہ نہیں پس حمل کی جاویگی یہ حدیث حالت بیماری کے پہلے زمانے پر۔"

اسمار الرجال

حدیث ۳۸ / ۱ محمد بن بشار۔ ملاحظہ کیجئے۔ اسماء الرجال حدیث ۱۵۔ ۱

۳۸ / ۲۔ محمد بن جعفر۔ ملاحظہ کیجئے۔ اسماء الرجال حدیث ۲۔ ۲

۳۸۔ ۳ عوف۔ ملاحظہ کیجئے۔ اسماء الرجال حدیث ۱۵۔ ۳

۳۸۔ ۴ میمون ابی عبد اللہ۔ ملاحظہ کیجئے۔ اسماء الرجال حدیث ۱۵۔ ۴

۳۸۔ ۵ زید بن ارقم۔ ملاحظہ کیجئے۔ اسماء الرجال حدیث ۲۔ ۶

سیر السلوک الیٰ ملک الملوک

مدیر اعلیٰ

اور جان لے کہ جب بسط (کشادگی) کے بعد قبض (تنگی) طاری ہو جاتے اور سالک عشق کے خواب غفلت سے بیدار ہو جاتے تو اس کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور عنقریب دل سینے سے باہر نکلتا ہوا محسوس ہوتا ہے پس وہ اپنے آپ کو کم تر سمجھتا اور خوف کھاتا ہے۔

سالک پر قبض (تنگی) اور بسط (کشادگی) کی حالتیں ہمیشہ طاری رہتی ہیں اور یہ دونوں حالتیں سالک کا پیچھا کرتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ چوتھے مقام میں ترقی پا جاتا ہے پھر اس کا عشق کامل ہو جاتا ہے اور قبض و بسط کی کیفیت ہیبت اور انس (محبت) سے بدل جاتی ہیں یہ دونوں حالتیں (ہیبت و انس) سالک کامل کا تعاقب کرتی رہتی ہیں۔

ان حالتوں ہیبت اور قبض کے درمیان یہ فرق ہے کہ قبض کے دوران انس میں تنگی پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ ہیبت میں ایسا نہیں ہوتا اسی طرح انس (محبت) و بسط (کشادگی) میں یہ فرق ہے کہ جب سالک پر بسط کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ اس بات سے ڈر محسوس کرتا ہے کہ کہیں حضور حق میں بے ادبی سرزد نہ ہو جائے۔ جبکہ انس میں یہ کیفیت وارد نہیں ہوتی اور اس مقام پر صحیح تحقیق یہ ہے کہ خوف و رجا، قبض و بسط، ہیبت و انس، صرف دو حالتوں کی کیفیت ہے نہ کہ اس کے علاوہ لیکن سالک کی ذات اور مقامات کے اعتبار سے اس کے نام تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

سالک جب پہلے اور دوسرے مقام پر ان دونوں حالتوں کے ساتھ متصف ہوتا ہے تو اس کا نام خوف (ڈر) اور رجا (امید) ہے جب تیسرے مقام پر ان دونوں کیفیتوں سے متصف ہوتا ہے تو اس کا نام قبض و بسط ہے چوتھے، پانچویں اور چھٹے مقام پر ان کو ہیبت و انس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ساتویں مقام پر اس کو جلال و جمال کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

پس خوف و رجا بتدی سالک کے لئے ہے اور قبض و بسط متوسط سالک کے لئے

ہیبت و انس کامل سالک کے لئے اور جلال و جمال اس سالک کے لئے ہے جو خلیفہ کے مرتبے پر

فائز ہو لہذا اے سالک مجاہدہ مذکورہ میں زیادہ کوشش کیجئے یہاں تک کہ مرتبہ جلال و جمال تک ترقی حاصل ہو جاتے تو پھر آپ اللہ تعالیٰ کی زمین پر خلیفہ (نائب) کا مقام حاصل کر لیں گے۔

چنانچہ جس وقت کہ تجھے مجاہدے اور ریاضت میں استقامت حاصل ہو جاتے تو اس پر تجھے خوش ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنی چاہئے کیونکہ اس وقت تمہیں جذبہ (صادقہ) کا مقام ملنے والا ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ الحق کے جذبوں میں سے ایک جذبہ جن و انس دونوں کے اعمال کے برابر ہے اور جب کبھی تم اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھو کہ تمہیں مجاہدات و ریاضات پر استقامت نہیں اور خوراک، مخلوق اور علائق دنیا کی طرف رغبت شروع ہو گئی ہے تو پھر تم اعلیٰ مقام سے ادنیٰ مقام کی طرف تنزل پر ہو پس اپنے نفس کی اس رغبت کی مخالفت کرو اور مجاہدے کو لازمی طور پر اختیار کرتے ہوتے اللہ تعالیٰ سے مقام اعلیٰ کے حصول کا سوال کرو۔

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

(اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ)

خداوندا بحق شاہ جیلاں
محی الدین غوث و قطب دوراں

بکن خالی مرا از ہر خیالے
ولیکن آں کہ زو پیداست حالے

(حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ)

صلوٰۃ غوثیہ
یعنی
دو گانہ بعد از نماز مغرب
بجانب بغداد شریف قدم لیکر چلنا
تلخیص
(   )

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو کوئی مصیبت میں مجھ سے مدد طلب کرے تو اس کی مشکل دور ہو جائے گی اور جو کوئی انتہائی تکلیف میں مجھے پکارے اور اپنی حاجت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میرا وسیلہ پیش کرے تو وہ پوری ہو جائے گی اور جو کوئی دو رکعت اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر گیارہ مرتبہ درود و سلام پڑھے اور پھر عراق (بغداد شریف مراد ہے۔ جہاں پر حضرت کا مزار پر انوار واقع ہے اس کا رخ قطب اور مغرب کے درمیان ہے) کی جانب گیارہ قدم لے اور میرا نام لے کر اپنی حاجت بیان کرے پس بے شک اللہ کے حکم سے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔ (۱)

حضرت شیخ یوسف سجاوندی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی شخص کا وقت مقرر پورا ہو رہا ہو (یعنی قریب المرگ ہو) تو اس کا کوئی علاج ہے کہ دیر ہو جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بیٹے سید عبدالقادر کا دو گانہ (صلوٰۃ غوثیہ مراد ہے جس کا طریقہ اوپر کی عبارت میں بیان ہوا ہے) صحیح عقیدہ اور مضبوط یقین کے ساتھ ادا کرے تو انشاء اللہ اس نماز کی برکت سے اس کی عمر بڑھ جائے

اس مقام پر ایک یادگار واقعہ جو کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان و بزرگی میں بلند مقام رکھتا ہے اور حکمت سے خالی نہیں نیز مسئلہ مذکورہ سے نہایت ہی مناسبت رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص جو کہ فقہ کا عالم تھا کشمیر کا تھا اور سرحد سے آیا تھا اس نے اس دوگانہ کی مخالفت شروع کر دی اور لوگوں کے ساتھ بحث و مناظرہ کرنے لگا علمائے لاہور جو کہ اس سلسلہ شریف کے ساتھ نسبت رکھتے تھے اس کے ساتھ الجھ پڑے، اس کی گفتگو کا رد کیا اور بعض نے اس دوگانے کی طرف توجہ مرکوز کی اور قدم لے کر دعائیں کرنی شروع کر دیں۔ یہ کشمیری دارالخلافہ دہلی میں آیا یہ اکبر بادشاہ کا دور تھا اس زمانے میں بادشاہ شریعت کا پابند عبادت گزار اور مشائخ کے ساتھ انتہائی اعتقاد رکھتا تھا اور کبھی کبھی خطبہ بھی بذات خود دیا کرتا تھا ایک دفعہ نماز کے بعد یہ کشمیری ہاتھ میں کتاب لئے ہوئے بادشاہ وقت کے سامنے کھڑا ہو گیا بادشاہ نے پوچھا یہ شخص کون ہے کیا کہتا ہے اور کیا چاہتا ہے اس کشمیری نے کہا کہ میں ایک مسافر ہوں اور بعض اہل بدعت نے مجھے ایذا پہنچائی ہے آپ حضور کی خدمت میں فریاد لے کر آیا ہوں اور آپ میری فریاد رسی کریں بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا ہے اس نے کہا کہ قادریہ سلسلہ میں شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کے مرید نماز پڑھ کر عراق کی طرف متوجہ ہو کر گیارہ قدم لے کر دعا کرتے ہیں اور عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لے کر امداد طلب کرتے ہیں اور اپنی حاجت براری چاہتے ہیں یہ ابن قیم کی کتاب ہے جو کہ حنبلیوں کے اکابر علماء سے ہیں اس نے اس کتاب میں لکھا ہے عراق کی طرف یہ قدم اٹھانا بدعت ہے اور شریعت کے خلاف ہے چنانچہ میں انہیں اس کام سے منع کرتا ہوں اور وہ مجھے دکھ پہنچاتے ہیں بادشاہ نے کہا کہ عراق کی جانب یہ قدم اٹھانا نماز کے اندر ہے یا نماز سے باہر ہے وہ علماء جو اس وقت حاضر تھے سب نے کہا کہ یہ قدم اٹھانا نماز کے اندر نہیں بلکہ نماز سے باہر ہے۔

غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کر کے اللہ تعالیٰ سے حاجت طلب کرتے ہیں بادشاہ نے کہا کہ اس سے کون سی (غیر شرعی) بات لازم آرہی ہے؟ جبکہ ہم لوگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت کے لئے آگرے سے پیادہ پا اجمیر شریف جاتے ہیں اگر یہ عراق کی طرف چند قدم چلے یا کھڑے ہوئے اور توجہ کر کے استغاثہ کیا تو اس سے کون سی (غیر شرعی) چیز لازم آتی ہے وہ کشمیری

قصور وار ٹھہرا اور مردود قرار دے کر نکال دیا گیا۔ کہتے ہیں کہ اس کی حالت خراب ہو گئی اور نہایت ہی بری موت مرا (۳-۴)

حواشی

تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل شیوخ کی کتب سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

(۱) امام اجل سیدی ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی قدس سرہ۔ "بہجۃ الاسرار"۔

(۲) حضرت شیخ المحدثین والمفسرین علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ۔ "الرحمۃ فی الطب والحکمہ"

(۳) حضرت علامہ محمد یحییٰ تاذر رحمتہ اللہ علیہ۔ "قلائد الجواہر" (اردو ترجمہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

(۴) حضرت علامہ محقق المدقق فہامہ علی بن سلطان محمد المشہور بہ القاری۔ "نزھتہ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سید غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی"

(۵) شیخ المشائخ عارف باللہ شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری رحمتہ اللہ علیہ۔ "تحفتہ القادریہ"

(۶) امام الحدیث فی الہند شیخ محقق الشیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ۔ "ضرب الاقدام"

(ii) "زبدۃ الاسرار تلخیص بہجتہ الاسرار" (اس کا اردو ترجمہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے کیا ہے جو کہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ سے ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا ہے۔)

(۷) محدث کبیر حضرت شاہ محمد غوث صاحب قادری گیلانی پشاوری ثم لاہوری رحمتہ اللہ علیہ۔ "اسرار طریقت" (قلمی)

(۸) مولانا حضرت جناب محمد صادق شہابی قادری رحمتہ اللہ علیہ۔ "مناقب غوثیہ"

(۹) امام عبداللہ یافعی کی رحمتہ اللہ علیہ۔ "خلاصۃ المفاخر فی اختصار مناقب الشیخ عبدالقادر"

(۱۰) مجدد مائتہ حاضرہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ۔

(i) "انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار"

(ii) "ازھار الانوار من صبا صلوٰۃ الاسرار"

(۲) "صلوٰۃ غوثیہ" از حضرت سید محمد امیر شاہ گیلانی قادری دامت برکاتہم ص ۵۱ بحوالہ "مناقب غوثیہ" از حضرت مولانا محمد صادق شہابی قادری رحمتہ اللہ علیہ۔

مناقب غوثیہ کا قلمی نسخہ حضرت سید محمد امیر شاہ گیلانی قادری صاحب کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ مشہور چشتی بزرگ خواجہ حسن نظامی نے اسے مستند قرار دیا ہے۔

(۳) "صلوٰۃ غوثیہ" صفحہ ۳۸۔۴۱ بحوالہ "ضرب الاقدام" از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ۔

(۴) رسالہ ہذا حضرت سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی پشاوری دامت برکاتہم کے مستقل رسالہ "صلوٰۃ غوثیہ" جو کہ اٹھتر صفحات پر مشتمل ہے کہ تلخیص ہے۔

اس میں دیا گیا مواد اور حوالہ جات اسی رسالہ مذکورہ سے ماخوذ ہیں حضرت سید محمد امیر شاہ گیلانی قادری صاحب خانوادہ سادات کے چشم و چراغ ہیں اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت محدث کبیر شاہ محمد غوث قادری رحمتہ اللہ علیہ جیسے شیخن کی اولاد پاک سے ہیں آپ آستانہ عالیہ قادریہ حسنیہ پشاور اور آستانہ عالیہ حضرت شاہ محمد غوث قادری رحمتہ اللہ علیہ لاہور کے سجادہ نشین ہیں۔ آپ کی ذات گرامی خانقاہ نشین درویشوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ کی متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ایک پندرہ روزہ "الحسن" بھی پشاور سے آپ کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے۔ رسالہ مذکور (صلوٰۃ غوثیہ) بھی (مکتبہ الحسن یکہ توت پشاور) سے شائع ہوا ہے شوق رکھنے والے حضرات اس رسالہ کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

نوٹ: عوام الناس میں سے اگر کوئی اس نماز کو پڑھنے کا ارادہ کرے تو بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنے شیخ یا کسی کامل بزرگ سے مکمل تفصیلات اور اجازت حاصل کرے۔ نیز عوام کے لئے بہتر یہ ہے کہ اس نماز کو بجائے مسجد کے کسی اور ایسی پاک جگہ پر ادا کریں جہاں سے بآسانی گیارہ قدم بجانب بغداد چل سکیں۔

(بشکریہ تنظیم الجویر پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

محمد امیر شاہ

اظہار عقیدت در صنعت توشیح

(از فیضؔ لودھیانوی۔ لاہور)

م : مرد حق آشنا ہے محمد امیر شاہ — باطل سے لڑ رہا ہے محمد امیر شاہ
ح : حفظ اس کو ہیں ہزاروں حدیثیں حضورؐ کی — سرچشمۂ ہدیٰ ہے محمد امیر شاہ
م : محنت سے کام کرتا ہے تبلیغ کیلئے — کیا خوب پیشوا ہے محمد امیر شاہ
د : دامن ہے اس کا دولت دیں سے بھرا ہوا — حکمت کا مدعا ہے محمد امیر شاہ
ا : اسلام کے فروغ کی ہے اس کو آرزو — قرآن پہ فدا ہے محمد امیر شاہ
م : مرشد ہیں اس کے سید والا گہر حسن — اولاد مصطفیٰؐ ہے محمد امیر شاہ
ی : یہ راز معرفت کا ہے دانش کو کیا خبر — دیوانۂ خدا ہے محمد امیر شاہ
ر : روحانیت سے واسطہ ہے اس کا رات دن — آئینۂ صفا ہے محمد امیر شاہ
ش : شیطان اس کے نام سے لرزاں ہے دمبدم — شیطان کی قضا ہے محمد امیر شاہ
ا : اس کا عمل ہے قوم کے حق میں بہت مفید — پُر درد رہنما ہے محمد امیر شاہ
ہ : ہردلعزیز کیوں نہ ہو وہ فیضؔ خلق میں — خوش خلق و خوش ادا ہے محمد امیر شاہ

(۲۸ اپریل ۱۹۹۴ء بروز شب)

علم اموات بر زائرین خود

حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمٰن قادری نقشبندی گلوزئی پشاور

واخرج البیھقی فی الشعب عن ابی ہریرہ رضی اللہ قال اذا مر الرجل بقبر من یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام وعرفہ واذا مر بقبر من لا یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام ---- مشارق الانوار جلد ۱ ص ۱۳۷ باب ۳ فی زیارۃ القبور

ترجمہ: بیہقی نے شعب میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب کوئی آدمی اس قبر پر گزر کرتا ہے جو اس کو جانتا ہے اور یہ اس مردہ پر سلام کہتا ہے تو وہ مردہ بھی سلام کا جواب دیتا ہے اور اس کو پہچان بھی لیتا ہے اور جو مردہ اس کو نہیں پہچانتا ہے وہ صرف سلام کا جواب دیتا ہے

وقد شرع صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لامتہ ان یسلموا علی القبور سلام من یخاطبونہ ممن یسمع یعقل ص ۱۳۷

ترجمہ:۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے جائز قرار دیا ہے سلام مردوں پر زندوں کی طرح

نوٹ:۔ ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ مردہ زائرین کو پہچان لیتا ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے

قال العارف الشعرانی و کان سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول ان الاموات لتاتیھم اخبار الاحیاء

ترجمہ:۔ عارف شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سعید بن جبیر رضی اللہ فرماتے تھے کہ مردے زندوں کے حالات سے خبردار کئے جاتے ہیں

قال ابو نعیم وروی ان الاموات یسئالون القادم علیھم عن اھل البیت کلھم ما فعل فلاں ھل تزوج الخ باب اول فیما یتعلق بالمیت ص ۳۳ جلد اول مشارق الانوار

ابو الشیخ از آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ کہ زنی مسجد جاروب میکرد پس مرد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راعلم نشد پس گزشت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر قبروے بر قبرش نماز

جنازہ خواند پستر صاحبہ قبر را خطاب کردہ فرمود کہ کدام عمل بہتر یافتن مردم گفتند یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایں میشنود فرمود نیستید شما شنوا تر از وے پس فرمود کہ این زن جواب دادہ کہ جاروب کش مسجد بہتر یافتم۔ ص ۱۷ تذکرہ الموتیٰ والقبور

ترجمہ:۔ ابو الشیخ نے حضور سے روایت کی ہے کہ ایک عورت مسجد میں جھاڑو دیتی تھی پھر وہ فوت ہو گئی لیکن حضور کو اطلاع نہ ہوئی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کی قبر پر گزرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کی قبر پر نماز جنازہ ادا فرمائی اور پھر اس قبر میں مردہ عورت سے خطاب فرمایا کہ کون سا عمل تم نے بہتر پایا لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ یہ عورت سنتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اس کی طرح نہیں سنتے جیسے کہ وہ سنتی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عورت نے جواب دیا کہ مسجد کی جاروب کشی کا عمل میں نے بہتر پایا

ابن ابی الدنیا از مالک روایت کردہ ارواح مؤمنان ہر جا کہ خواہند سیر کنند۔ ص ۳۷ تذکرۃ الموتیٰ والقبور

ترجمہ:۔ ابن ابی دنیا نے مالک رضی اللہ عنہ وسلم سے روایت کی ہے کہ مؤمنوں کے ارواح جہاں چاہیں جاتے ہیں روح میت مؤمن بادیگر ارواح مؤمنان ملاقات میکند طبرانی

ترجمہ مردہ مؤمن کی روح دوسرے فوت شدہ مومنوں کی ارواح سے ملاقات کرتی ہے ص۔ ۱۶ تذکرۃ الموتیٰ والقبور

نشان شان محبوبی بیان سر مطلوبی

بسیرت مثل پیغمبر، بصورت حسن یزدانی

(شاہ نیاز احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)